هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی!

تاریخہائے اشاعت:- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ پیشگی

سرپرستان	معاونین	عام چندہ	ششماہی	بیرون ہند
صہ/	للعہ/	۸/ع	عہ/۸	۸ شلنگ۔

قیمت فی پرچہ ۱/ منیجر: رشید احمد خاں

جلد ۲۴ قادیان دارالامان مورخہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء نمبر ۳۹

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۹ اکتوبر۔ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو سردرد کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۳) سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے متعلق مالیر کوٹلہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ممدوحہ کی گردن میں خنازیر کی وجہ سے تکلیف ہے۔ جس سے بخار بھی ہو کر کمزوری ہوگئی ہے۔ احباب بیگم صاحبہ کی صحت کامل کے لئے دعا کریں۔

(۴) دارالامان میں ۱۴ اکتوبر بروز ہفتہ کو چاند دیکھ کر ۱۵ اکتوبر بروز اتوار کا پہلا روزہ رکھا گیا ہے۔

(۵) ۱۵ اکتوبر چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب جو وار کونسل میں ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے لنڈن جا رہے ہیں۔ اور جناب ملک صاحب خاں صاحب نون ڈپٹی کمشنر بہادر جھنگ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے آئے۔ اور اسی روز واپس تشریف لے گئے۔

(۶) ۱۴ اکتوبر کپتان امر سنگھ صاحب ریکروٹنگ آفیسر اور کپتان ڈاکٹر لہری چند صاحب امرتسر سے ٹیریٹوریل فورس کی بھرتی کے لئے آئے۔ ۱۹ نوجوان بھرتی کئے۔ جو شام کی گاڑی سے چھاؤنی انبالہ روانہ کردیئے گئے۔

اتمام الحجت علی المخالفین

(از حضرت المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(۱)

"میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں۔ کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے۔ تو نئے سرے اپنی تسلّی کرلیں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ اسے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔ اول۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا۔ تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں۔ کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو۔ قسم کھا کر اسکی تصدیق کرسکے۔ تو میں کاذب ہوں۔ دوم اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو۔ تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بنا دیں۔ یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں۔ ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں۔ اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں۔ تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔ سوم۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو۔ تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو۔ تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔ چہارم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو ایک تجویز یہ ہے۔ کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں۔ کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو۔ تو ہم توبہ کریں گے۔ اور مصدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔ پنجم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا۔ تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔ یہ طریق فیصلہ ہیں۔ جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔ یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں۔ یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں۔ اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں۔ تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں۔ کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں۔ اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔

ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالےٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں۔ اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالےٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جن سے اسلام کا بول بالا ہو۔ اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے۔ اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ میں ہر گز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہر گز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالےٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں۔ تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔" (انجام آتھم)

نہایت ضروری دعا کی خاص درخواست

احباب کو معلوم ہے۔ کہ چودھری عصمت اللہ صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ لائل پور نے مسٹر کھوسلہ سابق سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق چند احباب کی طرف سے دعویٰ استقرار یہ دائر کر رکھا تھا۔ جسے ڈسٹرکٹ جج گورداسپور نے خارج کر دیا تھا۔ چودھری صاحب موصوف نے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں درخواست گزاری۔ جس کی سماعت کے لئے جسٹس سکیمپ نے پکی پیشی مقرر کر دی ہے۔ اور اب دو جج صاحبان کے بنچ میں اس کے متعلق بحث ہو گی۔ عرضی دعویٰ کے چھاپنے کا حکم ہو گیا ہے۔ اپیلانٹان نے اس امر کے متعلق درخواست دی ہے۔ کہ عرضی دعویٰ میں ترمیم کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے متعلق بھی رسپانڈنٹان کو نوٹس جاری ہونے کا حکم ہو گیا ہے۔ اس مقدمہ کو کامیاب بنانے کے لئے چودھری صاحب موصوف بے حد محنت اور کوشش کر رہے ہیں۔ اور تمام احباب سے کامیابی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں

خلافت جوبلی فنڈ اور خاندان نبوّت

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ان ارکان کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے جوبلی فنڈ میں سو فی صدی چندہ عطا کیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ خدا تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہے۔ کہ ہر قسم کی تحریکات میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑھ بڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ چنانچہ جوبلی فنڈ میں بھی خاندان نبوت کے قریباً تمام ممبران کی طرف سے سو فی صدی رقم وصول ہو چکی ہے۔ (ایک دو ممبران سے بھی جو قادیان سے باہر ہیں عنقریب رقم وصول ہونے والی ہے) اور وہ فہرست مفصلہ ذیل ہے۔

(۱) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی ۵۰۰/-/-
(۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۱۰۰۰/-/-
(۳) حضرت مرزا شریف احمد صاحب ۵۰۰/-/-
(۴) جناب مرزا عزیز احمد صاحب ای-اے-سی ۱۰۰۰/-/-
(۵) جناب مرزا رشید احمد صاحب ۳۰۰۰/-/-
(۶) صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ۵۰۰/-/-
(۷) سیدہ ام طاہر احمد صاحب ۲۰۰/-/-
(۸) صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ۱۰۰/-/-
(۹) " مرزا مبارک احمد صاحب ۵۰/-/-
(۱۰) سیدہ ام وسیم احمد ۴۰/-/-
(۱۱) صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ ۲۵/-/-
(۱۲) صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ ۵۰/-/-
(۱۳) بیگم صاحبہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ۵۰/-/-

(ناظر بیت المال قادیان)

یوم پیشوایان مذاہب

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ العزیز کی منظوری سے نظارت دعوت و تبلیغ نے ہر مذہب کے پیشوا کی سیرت پر مخلصانہ تقریریں کرنے کے لئے امسال ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو جلسے منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ وہ بوجہ رمضان المبارک تبدیل کر کے ۳ر دسمبر ۱۹۳۹ء مقرر کی گئی ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

چندہ کشمیر ریلیف فنڈ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہترین عبادت وہی ہے۔ جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اگر میری جماعت کے دوست ایک پائی فی روپیہ ماہوار چندہ اپنے اوپر لازم کریں۔ تو بھی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ جو لوگ بارہ چودہ بلکہ پچیس تیس پائی فی روپیہ چندہ دینے کے عادی ہیں۔ ان کے لئے ایک پائی کا اضافہ کوئی بات نہیں۔ اور یہ کوئی بوجھ نہیں۔ کیونکہ وہ عادی ہو چکے ہیں۔ عام طور پر چندہ عام ایک آنہ فی روپیہ یعنی بارہ پائی ادا کیا جاتا ہے۔ پھر چندہ خاص جلسہ سالانہ اور مختلف عارضی تحریکات اس کے علاوہ ہیں۔ اور ان کو ملا لیا جائے۔ تو جماعت کے چندہ کی اوسط پندرہ پائی فی روپیہ کے قریب ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں ایک پائی فی روپیہ ماہوار کا اضافہ کر لیا جائے۔ تو کوئی بوجھ نہیں۔"

حضور نے فرمایا:۔

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کو دنیا میں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ وہ کوئی نیکی نہ چھوڑے۔ اور استقلال کے ساتھ سب نیکیاں کرتا رہے۔ اور کبھی یہ خیال نہ کرے۔ کہ میں نے جو کچھ کر لیا ہے۔ وہ کافی ہے۔ مومن کو ہوشیار رہنا اور پھر استقلال دکھانا ضروری ہے۔"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات پیش کر کے عرض ہے۔ کہ ہر جماعت کے عہدہ دار اپنی جماعت کے ہر احمدی سے چندہ کشمیر ایک پائی فی روپیہ ماہوار کے حساب سے وصول فرما دیں۔ اور کسی دوست کو بھی اس چندہ سے مستثنیٰ نہ رکھیں۔

جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہاں کی سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اپنی جماعت کی احمدی مستورات سے ماہوار چندہ کشمیر کی وصولی میں پوری سعی فرما دیں۔ (فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ جلد بھجوایا جاوے تاخیر میں سخت ہرج ہوگا

جلسہ سالانہ قریب آ گیا ہے۔ سامان خورونوش کے سودے کئے جا رہے ہیں۔ جس کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اگر روپیہ جلد وصول نہ ہوا۔ تو چیزیں گراں ملنے کے علاوہ تنگ وقت میں اس قدر عظیم الشان جلسہ کے انتظامات میں مشکلات بھی پیدا ہو جائیں گی۔

لہذا

احباب و عہدہ داران جماعت اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے جلد تر اپنے اپنے ذمہ کا واجب الادا چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما دیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

درخواستہائے دعاء

(۱) ماسٹر محمد الدین صاحب مدرس چوڑا سگھڑ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو نرینہ صالح اولاد عمر والی عطا فرمائے۔ اور انجام بخیر کرے۔ آمین۔

(۲) عزیزہ احمدی بیگم زہرہ صاحبہ قادیان کی درخواست ہے۔ کہ ان کی سہیلی امۃ الرحمن بیگم بعارضہ پیچش و بخار سخت بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ مریضہ کی صحت کامل اور درازیٔ عمر کے لئے دردِ دل سے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۳) **ولادت**۔ خانصاحب برکت اللہ خاں پوسٹمین رائے ونڈ کو خدا تعالےٰ نے ۹ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب سے مولود مسعود کی درازیٔ عمر اور نیک خادم دین ہونے کی دعا کے ملتجی ہیں۔ احباب دعا فرما دیں۔

(۴) مکرمی چودھری فتح محمد صاحب بٹالوی راولپنڈی سے احباب سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کی صحت دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جماعت کے کاموں سے بھی چھ ماہ کے لئے رخصت سے چکے ہیں۔ احباب دردِ دل سے ان کی صحت کامل کے لئے دعا فرما کر شکریہ کے مستحق ہوں۔ چودھری صاحب نہایت مخلص سلسلہ کے کارکن اور جماعت کے ہونہار نوجوان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو شفائے عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۳۹ء | نمبر ۳۹

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۳۹ء بمقام ناصر آباد سندھ

نبی کی موجودگی میں کونسا عذاب آسکتا ہے اور کونسا نہیں؟

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مرتبہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے "الفضل" میں اس آیت کے متعلق ایک مضمون دیکھا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ اس مضمون کو پڑھوں۔ لیکن مصروفیت کی وجہ سے پڑھ نہ سکا۔ مگر میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس آیت کے متعلق کچھ بیان کردوں۔

عام طور پر اس آیت کا مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ جب تک کوئی نبی کسی جگہ موجود ہو۔ اس وقت تک کوئی عذاب اسجگہ نہیں آسکتا۔ لیکن قرآن شریف کے بہت سے مقامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود انبیاءؑ کے وقت میں ان کی موجودگی میں عذاب آتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ان کی قوم پر کئی بار عذاب آیا۔ ایک بار ان کی قوم نے ایک دوسری قوم کے ساتھ لڑائی کرنے سے احتراز کیا تھا۔ اس پر وہ لوگ چالیس سال تک بھٹکتے پھرتے رہے۔ ایسا ہی جب انہوں نے ترکاریاں وغیرہ مانگی تھیں۔ ان پر ذلت کا عذاب ڈالا گیا تھا۔ پھر جب ان کو ایک دروازہ میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ اور انہوں نے ہدایت کی خلاف ورزی کی تھی۔ تو اسوقت بھی ان پر عذاب نازل ہوا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی عذاب نازل ہوا تھا۔

اسی طرح ہمارے زمانہ کے رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں اور آپ کی موجودگی میں عذاب نازل ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں ہندوستان میں جب طاعون کا عذاب آیا۔ تو آپ کے اپنے قصبہ میں بھی۔ یہ عذاب نمودار ہوا۔ پھر آپ کے زمانہ میں زلزلے آئے۔ اور وہ زلزلہ بھی آیا۔ جو کہ قادیان میں بھی محسوس کیا گیا۔

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ درست نہیں۔ کہ جہاں اور جس وقت نبی موجود ہو وہاں کوئی عذاب نہیں آتا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ عذابوں کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض وہ عذاب ہیں۔ جو کہ نبی کے زمانہ میں ان کی قوم پر آتے ہیں۔ اور اس وقت آتے ہیں۔ جبکہ نبی ان میں موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں طاعون کا عذاب آیا۔ اور قادیان میں بھی زور کے ساتھ طاعون پڑی۔ نیز زلزلہ بھی آپؑ کے زمانہ میں اور قادیان میں بھی آیا۔ اس میں اس قدر شدت تھی۔ کہ اس وقت میں نے دروازہ کی کنڈی کھولنے کی کوشش کی۔ مگر جب میں ہاتھ ڈالتا۔ تو زلزلے کے جھٹکے سے کنڈی میرے ہاتھ سے دور چلی جاتی۔ اور میں بڑی مشکل سے کنڈی کھول سکا۔ اس قسم کے عذاب اس وقت آیا کرتے ہیں۔ جبکہ نبی موجود ہوتا ہے۔ بلکہ رسول کی آمد کے ساتھ ہی ایسے عذاب آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ نبی کی صداقت کے نشان بنتے ہیں۔ اس قسم کے عذابوں سے یہ نہیں ہوا کرتا۔ کہ کوئی ایک بستی یا ایک ملک سارے کا سارا تباہ ہو جائے۔ بلکہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض لوگ ایسے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض بچا لئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس رسول کی صداقت کا نشان ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب طاعون قادیان میں آئی۔ اور شدت کے ساتھ آئی۔ اور اس محلہ میں آئی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سکونتی مکان تھا اور آپ کے مکان کے اردگرد کے مکانوں میں بہت سی اموات ہوئیں۔ تو آپ کے مکان میں ایک چوہا بھی نہ مرا۔ حالانکہ حفظانِ صحت کی رو سے بوجہ اس کے کہ بہت سے لوگ آپ کے گھر میں اپنی حفاظت کے خیال سے جمع ہو گئے تھے۔ وہاں مرض کا آجانا زیادہ قرینِ قیاس تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے آپ کے گھر کو بالکل محفوظ رکھا۔ اور اس طرح آپ کی صداقت کا نشان ظاہر کیا۔

الغرض اس قسم کے عذاب رسول کے وقت میں ہی آتے ہیں۔ اور اس کے گرد و پیش میں آتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور نبی کی صداقت کو نمایاں فرما دیتا ہے۔

دوسری قسم عذابوں کی وہ ہے۔ جو کسی مقام کے تمام لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ایسے عذاب اس مقام پر اس وقت تک نہیں آیا کرتے۔ جب تک کہ نبی اور رسول اس مقام پر موجود ہو۔ جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ میں ان کی بستی کو تہ و بالا کردیا گیا۔ اور کوئی فرد بشر زندہ نہ رہا۔ مگر یہ عذاب اس وقت تک نہ آیا۔ جب تک حضرت لوط علیہ السلام اس بستی میں موجود رہے۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں چونکہ ان کی تمام کی تمام بستی کو ہلاک کرنا تھا۔ اسلئے طوفان کا عذاب اس وقت تک نہ آیا۔ جب تک اللہ تعالےٰ نے کشتی کے ذریعہ ان کی حفاظت کا انتظام نہ فرما دیا۔

اب میں اس آیت کا اصل مفہوم بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ کہ اللہ تعالےٰ عذاب نہیں کرنے والا تھا۔ ان پر درآنحالیکہ تو ان میں تھا۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ اور نہیں ہے اللہ عذاب کرنے والا ان پر درآنحالیکہ وہ استغفار کرنے والے ہوں۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اہل مکہ پر ایک خاص قسم کا عذاب جس کا ذکر توریت وغیرہ میں بطور پیشگوئی آیا ہوا تھا۔ نہیں آسکتا تھا۔ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان میں موجود تھے۔ توریت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آپ کی قوم کے لوگ اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ اس وقت آپ ان پر چڑھائی بھی کریں گے۔ اور ایک سال کے بعد ان پر عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ بدر کی لڑائی ایک سال بعد ہوئی۔ اور کچھ سال بعد مکہ فتح ہوا۔ جبکہ آپ حسب پیشگوئی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ یہ عذاب اس وقت تک نہیں آسکتا تھا۔ جب تک آپ اپنے شہر سے نکالے جا کر کسی دوسرے شہر میں جہاں کہ حسب پیشگوئی آپ کا استقبال کیا جانا تھا۔ نہ چلے جاتے۔ یہ عذاب اہل مکہ نے اپنے ہاتھوں اپنے اوپر نازل کیا۔ اگر یہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنے شہر سے نہ نکالتے۔ تو اس کا بہت کم امکان تھا۔ کہ آپ کی چھوٹی سی جماعت مشرکین مکہ پر غالب آسکتی۔ مگر جب انہوں نے آپ کو مکہ سے نکال دیا۔ اور اہل مدینہ نے آپ کو پناہ دی۔ اور آپ کے مددگار ہوئے۔ تب آپ کو یہ قوت حاصل ہوئی۔ کہ مکہ میں آپ فاتحانہ صورت میں داخل ہوئے۔ اور اہل مکہ کو ذلت نصیب ہوئی۔ یہ وہ خاص عذاب تھا۔ جس کا ذکر تورات وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

ان معنوں کی تصدیق قرآن کے اس مقام کے سیاق و سباق سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آتا

ہے۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ یعنی جب کافر یہ تدبیر کر رہے تھے کہ بند کر دیں تجھ کو۔ یا قتل کر دیں تجھے۔ یا نکال دیں تجھے۔ اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا۔ اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ انہوں نے تو اپنی حکومت کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ مکر کیا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مکہ سے نکال دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے اس خاص عذاب کی اس طرح تدبیر کی۔ جس کا ذکر توریت کی پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ یعنی ان مشرکین کی حکومت تباہ کر دی گئی۔ اور ان کو ذلت کا عذاب چکھایا گیا۔ اس آیت میں اسی عذاب کا ذکر ہے۔ اور یہ عذاب اسی وقت تک اہل مکہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جب تک آپ وہاں سے نکالے نہ جاتے۔ اور حسب پیشگوئی مدینہ میں پناہ گزیں ہو کر قوت حاصل نہ کرتے۔

دوسرا مفہوم اس آیت کا یہ ہے۔ جو لفظوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کسی کی موجودگی علاوہ جسمانی طریق کے روحانی طور پر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ واشربوا فی قلوبھم العجل۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ کہ ان کے دلوں میں بچھڑا پلایا گیا۔ بچھڑا تو سونے کا تھا۔ وہ کس طرح پلایا جا سکتا تھا۔ اور اگر پلایا بھی جا سکتا۔ تو وہ تو معدے میں جاتا۔ دل میں کس طرح پہنچ سکتا تھا۔ مفسرین نے اشربوا پر لغوی طور پر غور کرنے کے بعد یہ مطلب نکالا ہے۔ کہ بچھڑے کی محبت دل میں قائم کی گئی۔ یہاں بھی انت فیھم کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ جب تک اے رسول تو ان کے دلوں میں محبوب رہے گا۔ ان پر عذاب نہیں آئے گا۔

پس ایسے لوگ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہوئے پوری اطاعت کے ساتھ زندگی بسر کرینگے۔ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اور وہ لوگ بھی جو کہ محبت اور عمل کے لحاظ سے تو کامل نہ ہوں گے۔ مگر ان کے دل میں محبت ہو گی۔ اور عمل کے لئے کوشاں رہتے ہوں گے۔ اور جب کبھی ان سے کوئی نافرمانی سرزد ہو۔ یا اتباع کامل نہ ہو سکے۔ تو ایسی حالت میں استغفار کرنے والے ہوں گے۔ وہ بھی عذاب سے بچائے جائیں گے۔

پبلک توجہ

قرآن کی پکار

حکومت صوبہ سرحد

قرآن کریم کی تبلیغ خطرہ میں

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ☆ کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

۱۸ ستمبر گذشتہ کے اخبار ٹریبیون لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ حکومت صوبہ سرحد (جو کہ آجکل کانگرسی ہے اور جسکی باگ ڈور ڈاکٹر خان صاحب کے ہاتھ میں ہے) ایک بل آج کل اس مضمون کا پیش کر کے اس کو قانونی شکل میں پاس کرنے کی فکر میں ہے۔ کہ آئندہ صوبہ مذکور کی حدود میں غیر مسلم اصحاب کے ذریعہ قرآن مجید کی طباعت۔ اشاعت یا خرید و فروخت نہ ہوا کرے۔ اور ایسے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے ایکہزار روپیہ جرمانہ وگرنہ ایک سال قید تک کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

حکومت مذکور کی طرف سے مسلمانوں کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے بل مذکور کے پیش کرنے کی بڑی وجہ یہ بتلائی گئی ہے۔ کہ قرآن مجید مسلمانوں کے ہاں نہایت مقدس اور واجب الاحترام کتاب ہے۔ جس کی تلاوت وہ بغیر پاکیزگی و صفائی یعنی وضو کرنے کے نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اسکو بغیر وضو کرنے کے مسلمان ہاتھ لگاتے ہیں اور چونکہ غیر مسلم اصحاب نہ تو مسلمانوں جیسے پاک ہیں۔ اور نہ ہی ان کی طرح پاکیزہ رہتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کی اسلامی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ قرآن شریف کی طباعت اشاعت یا خرید و فروخت کا کام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہو۔

اس بارے میں جہاں تک حکومت سرحد کی نیک نیتی اور قرآن شریف کی تعظیم کرنے کا سوال ہے۔ وہ قابل تحسین فعل ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت نے ایسے بل کے پیش کرنے میں پورے غور و خوض سے کام نہیں لیا۔ اور جن لوگوں نے حکومت مذکور کو ایسی کارروائی کرنے کے لئے تحریک کی ہے۔ یقیناً انہوں نے اسلام سے نادان دوستی اور ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔

اسلامی نکتہ نگاہ سے ایسا بل بہت نقصان دہ ہے۔ ذیل میں چند ایک باتیں ایسی درج کی جاتی ہیں۔ جن سے مجوزہ بل کے مضرات بخوبی واضح ہو جاتے ہیں:۔

(۱) جس طرح فخر موجودات سرور کائنات آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب جہانوں اور تمام اقوام عالم کے لئے (جن میں یقیناً غیر مسلم بھی مثلاً ہنود۔ عیسائی۔ یہودی وغیرہ سب شامل ہیں) رسول ہیں۔ جیسا کہ آیات "قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (اعراف ۲۶) اور "وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین" (انبیاء ۷) سے صاف ثابت ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضور علیہ السلام پر نازل ہونے والا قرآن مجید بھی سب انسانوں کے لئے ہے۔ جیسا کہ آیات (۱) "یایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور" (یونس ۵۶) (۲) "تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرًا" (فرقان ۱۶ ا) (۳) شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان" (البقرہ ۲۳۶) سے ثابت ہے۔

اندریں حالات قرآن مجید جیسے چشمۂ نور و ہدایت سے غیر مسلموں کو قانون کے زور سے محروم کرنا ظلم عظیم اور مداخلت فی الدین ہے یا نہ

(۲) اسلام کسی خاص ذات۔ برادری۔ قوم۔ زبان۔ رنگ یا ملک سے وابستہ یا مخصوص نہیں ہے۔ مسلمہ طور پر اسلام صحیح معنوں میں واحد تبلیغی مذہب ہے۔ جس کی بنیادیں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی وسیع۔ شاندار اور عالمگیر تعلیم پر قائم فرمائی ہیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے کفر و اسلام نسبتی کیفیات ہیں۔ تبلیغی اعتبار سے ان دونوں چیزوں کے درمیان کوئی ناقابل شکست فولادی دیواریں قائم نہیں ہیں۔ جیسا کہ باقی تمام مذاہب کے درمیان بوجہ ان کے تبلیغی نہ ہونے کے حائل ہیں۔ ابتدائے اسلام سے لیکر اب تک ایسا ہوتا آیا ہے۔ کہ آج کا کافر کل کا مسلمان ثابت ہوا ہے۔ تاریخ اسلام ان شواہد سے بھرپور ہے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ ایک زمانہ کے شدید دشمن اسلام عمر۔ خالد اور عکرمہ دوسرے وقت میں نہ صرف مسلمان بلکہ عظیم الشان امیر المومنین۔ جلیل القدر سپہ سالار اسلام اور زبردست مجاہد ثابت ہوئے۔ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا زریں سرٹیفکیٹ بھی دربار خداوندی سے حاصل کیا۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ خود اسی ہندوستان میں غیر مسلم اقوام میں سے کس قدر کثرت سے لوگ قرآن اور اسلام کی کشش کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو کر ان میں سے ولی غوث اور قطب کے درجات تک جا پہنچے۔

بل مذکور میں قرآن کریم کے متعلق مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہایت بھدے طور پر کر کے غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن مجید کو چھیننے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ اسلامی اعتبار سے ناقابل قبول و ناقابل برداشت ہے۔

(۳) قرآن کا لفظ اپنے اندر زبردست اعجاز رکھتا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں۔ وہ کتاب جو بار بار اور کثرت سے پڑھی جائے۔ اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ دنیا بھر میں صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو نہایت کثرت سے اور بار بار پڑھی جاتی ہے۔ اور اس بارے میں کوئی دوسری کتاب الہامی یا غیر الہامی قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور قرآن کریم کا بار بار اور کثرت سے پڑھا جانا تب ہی میسر ہوتا ہے۔ جبکہ اسکی طباعت۔ اشاعت اور خرید و فروخت کا کام زمانہ کے لحاظ سے نہایت وسیع پیمانہ پر ہو۔ لیکن بل مذکورہ قرآن کریم کی طباعت و اشاعت کو ہی محدود کرنا چاہتا ہے۔

(۴) جب قرآن کریم کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اور جملہ اقوام عالم کے لئے نور ہدایت و برکت ہے۔ جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے:۔

"ولقد ضربنا للناس فی ھٰذا القراٰن من کل مثل لعلھم یتذکرون" (الزمر ۳۶) "الرٰ۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور" (ابراہیم ۱۶)

اور نیز قرآن مجید کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ کہ جملہ سابقہ کتب الہامیہ کا بھی قرآن مجید حامل ہے۔ جیسا کہ آیت رسولٌ من اللہ یتلوا صحفًا مطھرۃً فیھا کتبٌ قیمۃ (البینہ) سے صاف ظاہر ہے۔ تو قرآن مجید کے ایسے

دعاوی کی روشنی میں ہر انسان کا چاہے وہ کسی مذہب کے ماننے والا ہو یا نہ ہو۔ حق ہے کہ اس مقدس کتاب کو ایک محقق کی حیثیت سے پڑھے۔ اور اس کا بغور مطالعہ کرے۔

(۵) بل زیر بحث کے پاس ہو جانے کی صورت میں دلچسپ سوال یہ پیدا ہوگا۔ کہ جب غیر مسلموں کی طرف سے قرآن مجید کا شائع کرنا یا طبع یا خرید و فروخت کرنا بوجہ ان کے "ناپاک" ہونے کے ممنوع ہے۔ تو کیا یہ اصحاب محض اخلاص یا تحقیق حق یا اضافہ معلومات و مطالعہ وغیرہ کے لئے قرآن کریم اپنے ہاں عاریتاً یا قیمتاً خرید کر رکھ سکتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر ایکٹ ناقص ثابت ہوگا۔ اور اگر جواب نفی میں ہو۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ طاقت کے زور سے غیر مسلم اقوام کو قرآن کریم کے برکات سے محروم کیا جاتا ہے۔

(۶) قرآن کریم کی ظاہری و باطنی حفاظت کی ذمہ واری خود خداوند کریم نے اٹھائی ہے جیسا کہ آیات ذیل سے واضح ہے:۔

"انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون" (الحجر ع ۱) "بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ" (البروج) اور یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ قیامت تک قرآن کریم کے الفاظ۔ آیات۔ سورتیں یا ان کی ترتیب میں کسی قسم کا رد و بدل یا کمی بیشی کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ پیشگوئی ہر زمانہ میں اور تو اور خود غیر مسلم تاجروں شائع کرنے والوں اور طبع کرنے والوں کے ہاتھوں پوری ہو کر قرآن کریم کی صداقت پر نہایت ہی شاندار نشان بن جاتی ہے۔ اور بل مذکور قرآن کریم کے اس زبردست اعجاز کو گھٹانے والا ہے۔

(۷) ہر زمانہ اور ہر ملک میں کم و بیش غیر مسلم اداروں کی طرف سے بھی قرآن کریم کی طباعت اشاعت و خرید و فروخت کا کام ہوتا رہتا ہے۔ البتہ ہندوستان میں دوسرے ممالک کی نسبت غیر مسلم ادارے بہت کثرت سے اور کسی قدر منظم صورت میں اس کاروبار کو کرتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ یہ ادارے محض تجارتی نقطہ خیال سے اور روپیہ کمانے کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر سال قرآن مجید کے نسخے چھاپ کر ہندوستان اور اس کے باہر دور دور دنیا کے مختلف کناروں تک پھیلاتے ہیں۔ اور اسی طرح پر ضمناً وہ منشاء الٰہی کو بھی پورا کرنے والے بن جاتے ہیں۔ جو یقیناً یہی ہے۔ کہ قرآن کریم جو رحمت اور پیغام الٰہی ہے۔ وہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جاوے اور سردار دو عالم حضور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بھی خداوند کریم سے یہی حکم اور بشارت ملی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام اور پھر ان کے خلفاء اور امت کے اولیاء اور افراد قرآن کریم کے ذریعہ جملہ اقوام عالم کو تبلیغ دین متین کیا کریں۔ اور جن اشخاص کو اور جہاں جہاں قرآن کریم پہنچے۔ وہاں تک تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جاوے جیسا کہ آیت "و اوحی الیّ ھٰذا القرآن لانذرکم بہٖ و من بلغ" (الانعام ع ۲) سے صاف ظاہر ہے۔ تو ان حالات میں اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ کہ ان غیر مسلم اداروں کی وجہ سے قرآن کریم کی اشاعت دور دور تک دنیا کے کونہ کونہ تک وسعت پکڑ گئی ہے۔ اور ہر سال بے شمار لوگ مختلف قوموں اور ملکوں کے اس چشمۂ فیض و برکت سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق دنیاوی و روحانی فائدے اٹھاتے رہتے ہیں۔

جب یہ صورت حال ہو۔ تو کیا غیر مسلم اداروں کی اس بیش قیمت خدمت و نیکی کا بدلہ بجائے نیکی کے اس طرح اتارا جائے۔ کہ ان اداروں سے قرآن کریم کی اشاعت و طباعت و خرید و فروخت کرنے والوں کو سزائے قید یا جرمانہ دلائی جائے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تو یہ آیا ہے۔ کہ "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" (الرحمان ع ۳) اور قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر محسنین کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔

(۸) یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ بیسیوں غیر مسلم اصحاب خاص کر یوروپین علماء و فضلاء نے قرآن مجید پر تفاسیر شائع کی ہیں۔ جو اگرچہ ضد اور تعصب اور غلط فہمی اور غلط بیانی سے خالی نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی ان تفاسیر کی وجہ سے قرآن مجید کی بہت سی خوبیاں اور صداقتیں دنیا میں ظاہر ہوئی ہیں۔ لیکن اس قسم کے بل آئندہ مفسرین کے لئے دل شکنی کا موجب بن سکتے ہیں۔

(۹) اہل ہنود کی مذہبی کتب سے تو پتہ چلتا ہے کہ وید مقدس کو جب کوئی بد قسمت شودر (اچھوت قوم کا ہندو) سن پاوے۔ تو اسکی سزا یہ ہے۔ کہ اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جاوے۔ کہ اس کے ناپاک کان اس عظیم الشان کلام کے سننے کے اہل نہیں ٹھیک اسی طرح بل ہذا کے پاس ہو جانے کی صورت میں یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ جب غیر مسلم ناپاک ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کی اشاعت طباعت وغیرہ کا کام نہیں کر سکتا۔ تو اس کے ناپاک کان کیونکر اس کو سن سکتے ہیں۔ اور اس کا ناپاک دماغ کیونکر اس پر غور و خوض کر سکتا ہے۔ الغرض قرآن کریم کی خیر و برکات سے غیر مسلموں کو حکماً محروم کرنا ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالنے کے مترادف نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

اسلامی نقطۂ خیال سے باعتبار پیدائش سب انسان ایک جیسے ہیں۔ اور پاک فطرت لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ اور کوئی بھی ان میں ناپاک نہیں ہے۔ اور اسی حقیقت کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پاک احادیث اور قرآنی آیت "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (تین) اشارہ کرتی ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کو پڑھنے یا اسکو ہاتھ لگانے یا اسکی اشاعت یا طباعت کرنے والے کسی قوم یا مذہب کے لوگ از روئے اسلام ممنوع نہیں ہیں۔

ہاں قرآن کریم پر نظر ڈالنے سے یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ خداوند کریم نے اپنی اس مقدس کتاب کے استعمال کے تعلق میں بعض لوگوں کے لئے سزا تجویز فرمائی ہے۔ ایسے لوگوں اور ایسی سزا کا نقشہ خود قرآن مجید نے نہایت لطیف پیرایہ میں اس طور پر کھینچا ہے۔ "انا جعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ و فی اذانھم وقرا" (سورہ کہف ع ۸) اور پھر سورۃ الواقعہ میں بیان فرمایا ہے۔ "انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العلمین" یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خدا اور رسول کے شدید مخالف ہیں۔ اور قرآن کریم کی ہنسی اڑانے والے ہیں۔ جو شیطانی خیالات اور ارادے رکھتے ہیں۔ اور قرآن کریم کا مطالعہ محض خبیث نیت اور ناپاک دل سے کرتے ہیں۔ تاکہ اس میں عیب جوئی کر کے فتنہ و فساد کی راہیں نکالیں۔ اور مخلوق الٰہی کو دین حقہ کے قبول کرنے میں روک ثابت ہوں۔

یا پھر وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو نہایت ناپاک اور بد عمل زندگی فسق و فجور کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے مجرموں کے لئے خداوند کریم نے روحانی سزا یہ تجویز فرمائی ہے۔ کہ ایسے شدید دشمن اور پلید طینت لوگوں کے دلوں اور کانوں اور قلوب پر اللہ تعالیٰ ایک گونہ مہر لگا دیتا ہے۔ اور قرآن کریم کے گرد ایسا دائرہ کھینچ دیتا ہے۔ کہ ایسے ناپاک لوگ قرآن کریم کے برکات اور شیریں پھلوں سے بکلی بے نصیب رہتے ہیں۔ اور اس بحر محیط سے وہ عرفان اور ایقان کے قیمتی موتی کبھی بھی نہیں نکال سکتے۔ اور وہ کبھی بھی نہ تو قرب الٰہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور نہ الٰہی رضوان میں داخل ہو سکتے ہیں۔

اور ظاہر ہے۔ کہ شریر اور بد فطرت لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سزا ہو ہی نہیں سکتی۔ جو کہ اللہ تعالےٰ نے خود تجویز فرمائی ہے۔

بعض حلقوں میں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ در اصل ایسے بل کے پیش کرانے میں بعض خود غرض مسلمان تاجروں کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ جو قرآن کریم کی طباعت و اشاعت و کاروبار فروخت کے حق کو خاص اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو کھلے میدان میں غیر مسلموں کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر قرآن کریم کی تقدیس کی آڑ لے کر غیر مسلم تاجران کو مات کر کے اپنی دکان چمکانا چاہتے ہیں۔ اگر اس خیال میں کوئی صداقت ہے۔ تو یہ اور بھی افسوسناک ہے۔ کہ چند روزہ مفاد دنیوی کے حصول کے لئے قرآن کریم کے چشمۂ فیض سے کیوں ڈنڈے کے زور سے غیر مسلم دنیا کو محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کی حرکات تو ایسے لوگوں کی دون ہمتی کم ظرفی اور بزدلی کا بیّن ثبوت ہیں۔

بجائے اس کے صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ حکومت کی زیر سرپرستی وگرنہ بہتر تو یہی ہے۔ کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر قومی سرمایہ سے ایک زبردست ادارہ قائم کریں۔ جہاں قرآن کریم کی طباعت۔ اشاعت اور خرید و فروخت کا کاروبار نہایت اعلےٰ پیمانہ پر ہو۔ اور اس کام کو ایسی خوش اسلوبی سے چلائیں۔ کہ خریداران کو ادارے کی خوبیوں اور رعایتوں کی وجہ سے کشش پیدا ہو۔ اور ادارے کو ایسا مقبول عام بنایا جائے۔ کہ خود بخود غیر مسلم تجار اس کاروبار کو خسارہ کا کام سمجھ کر اس سے دستکش ہو جائیں۔ اور اگر پھر بھی مقابلہ کی دوڑ میں غیر مسلم تجار پیچھے نہ ہٹیں۔ تو نتیجہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ مفید ہوگا۔

اس صورت میں غیر مسلم تاجران اس بات کا

زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں گے۔ کہ پہلے سے زیادہ صاف ستھرا ہو کر قرآن کریم کی تقدیس کے متعلق ہر ممکن احتیاط ملحوظ رکھ کر اسکی طباعت وغیرہ کا کام کریں گے۔ اور عمدہ سے عمدہ کاغذ اور چھپائی اور صحت طباعت کا اہتمام کریں گے۔ اور شرح قیمت بھی گرا دیں گے۔ اور جب یہ صورت ہو جائے تو کونسا ایسا مسلمان ہے۔ جو غیر مسلم لوگوں کے اس کاروبار پر اعتراض کرے گا۔

ہوا اور پانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ مگر قرآن کریم اور اسکی تعلیم روحانی زندگی کے بقاء کے لئے ہوا اور پانی سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہیں۔ چاہیئے۔ کہ کسی صورت میں ان چیزوں پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہ لگانا چاہیئے۔ تو دنیاوی اور تجارتی نقطہ نگاہ سے بھی ایسے بل کا پاس ہو جانا مسلمانوں کے لئے کوئی مفید بات نہیں۔ بلکہ نقصان دہ ہے۔ حکومت سرحد کو چاہیئے۔ کہ اس بل کے پیش کرکے اس کے پاس ہونے پر زور نہ دے اور مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ بل مجوزہ کے مضرات کی طرف حکومت سرحد کی توجہ مبذول کرائیں۔ والسلام۔

خاکسار ملک عزیز محمد بی۔اے ایل۔ایل بی
پلیڈر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں

فاروق :- افسوس کہ یہ بل سنا گیا ہے۔ کہ حکومت سرحد نے پاس کر دیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ اب بھی اس بل کو منسوخ کر دے۔ تو بہتر ہوگا۔

فاروق ۱۹۳۸ء

گذشتہ سال ۱۹۳۸ء کے فاروق میں جو سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زبردست خطبات شائع ہو چکے ہیں۔ اسکی صرف پانچ مکمل جلدیں باقی ہیں۔ ایسی احمدیہ لائبریریاں جو نہایت مکمل ہوں۔ ان میں یہ ایک ایک جلد منگا کر رکھی جائے۔ تو آئندہ نسلوں کو اس سے مستفید ہونے کا پورا موقعہ ملے گا۔ قیمت فی جلد معہ محصولڈاک صرف پانچ روپے ہے۔ شائقین جلد منگا لیں۔ پھر یہ جلدیں بالکل دستیاب نہ ہوں گی۔ (منیجر فاروق قادیان)

ماہِ رمضان اور اس کے احکام

(۱)

فضیلتِ رمضان

ماہ رمضان کی عزت و عظمت قرآن کریم کی متعدد آیات اور اکثر احادیث سے واضح ثابت ہے۔ کیونکہ یہ مبارک ماہ باقی مہینوں سے دینی و دنیاوی فوائد کے لحاظ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں قرآن پاک جیسی ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب کا نزول شروع ہوا۔ اس ماہ میں باقی مہینوں کی نسبت خصوصیت کے ساتھ تمام قسم کی بُرائی سے ممانعت اور ہر قسم کی نیکی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

بد کلامی۔ فضول گوئی۔ عیب جوئی۔ غیبت اور دنگا فساد سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ نفس پرستی اور جہالت کے کاموں سے مجتنب رہنے کو کہا گیا ہے۔ چونکہ اس ماہ میں خدا تعالے کی رحمت ایک خاص جوش میں آتی ہے۔ اور خود اللہ تعالے اپنے بندوں کو نوازنے کے لئے ان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ لہذا اس میں تقویٰ و طہارت اور زہد و تعبد کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔

پس جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ الصیام جُنَّةٌ ماہ رمضان عالم روحانی میں انسان کے لئے ایک ڈھال ہے۔ جو اس کے دل کو شیطان کے تمام حملوں سے محفوظ اور نیکیوں پر قائم رکھتا ہے۔ اس ماہ میں بارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنّة (الحدیث) جنت کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں۔ یعنی اس ماہ کے مجوزہ پروگرام پر عمل کرکے انسان جنت کا وارث بن سکتا ہے۔ نیز فرمایا۔ وغلّقت ابواب جہنّم وسُلسِلَت الشیاطین (الحدیث) کہ تمام نقصان دہ چیزوں کو خواہ قول سے تعلق رکھتی ہوں۔ یا عمل سے۔ خواہ مرئی ہوں یا غیر مرئی۔ خدا تعالے سے خوف کھانے والے انسان کے لئے ان تمام کو انسان کے راستہ سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے انسان اس ماہ میں اللہ تعالے کا بہت قرب حاصل کر لیتا ہے۔

جیسا کہ خدا تعالے نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیضِ ترجمان سے فرماتا ہے۔ (الصیام لی وانا اجزی بہٖ (الحدیث) کہ روزہ کی حقیقت کو میں ہی جانتا ہوں۔ میرے سوا اسکی کُنہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے اسکی بہتر جزا میں خود ہی دوں گا۔ کیونکہ یترک طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ من اجلی (الحدیث) کہ چونکہ روزہ دار نے صرف میری خاطر اپنا کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور مجھے راضی رکھنے کے لئے اپنی تمام خواہشات کی قربانی کی۔ اسلئے من صام ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہٖ (الحدیث) کہ ہر وہ روزہ دار جس نے ایمان اور حصول ثواب کی نیت سے روزہ رکھا۔ میں اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دوں گا۔ چنانچہ ایسے ہی روزہ دار کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ والذی نفسی بیدہٖ لخلوف ضم الصائمِ اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک کہ مجھے قسم ہے اس خدائے پاک کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو خدا تعالے کے نزدیک اعلیٰ قسم کی کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ غرض ماہ رمضان انسانوں کے لئے اور خصوصًا مسلمانوں کے لئے جو اسکی عزت و عظمت سے آگاہ ہیں۔ خدا تعالے کی ایک بہت بڑی عنایت کردہ نصیحت ہے۔ اس میں ہر قسم کی نیکی۔ ترقی کے راز پنہاں ہیں۔ اور مختلف حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جن کی طرف علماء اسلام مختلف اوقات میں توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ میں اس وقت حصول ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے عام احکام قارئین کرام کے سامنے یاددہانی کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ احباب اس مبارک ماہ کے متعلق ہر چھوٹے بڑے پہلو کو سنوار کر ادا کریں۔ اور اس طرح اس مبارک ماہ سے حقیقی معنوں میں فائدہ اٹھا سکیں۔ وباللہ التوفیق۔

نیت ضروری ہے

چونکہ ماہ رمضان کے روزے رکھنا واجب ہے اس لئے روزہ کی نیت کرنا رات (بوقت سحر) ہی سے ضروری ہے۔ لیکن اگر سحری تو کھا لی ہے۔ اور روزہ رکھنے کی نیت نہیں کی۔ اور دن چڑھے اسے خیال آتا ہے۔ کہ سحری تو کھائی ہوئی ہے۔ چلو روزہ ہی رکھ لیں۔ تو دوپہر سے پہلے پہلے وہ ایسا بھی کر سکتا ہے (بشرطیکہ سحری کھانے کے بعد اس موجودہ وقت نیت تک اس نے اور کچھ نہ کھایا ہو) کہ اس دوران میں کسی وقت وہ یہ نیت کرلے۔ کہ چلو روزہ رکھ لیں۔ اس طرح اس کا روزہ ہو جائے گا۔ مگر بہتر اور مناسب صورت یہی ہے۔ کہ سحری کھانے کے وقت ہی روزہ کی نیت کرے۔

روزہ کھولنے کے وقت دعا

جب روزہ کھولنے کے لئے کھانا کھانے لگے۔ تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لکَ صُمتُ وعلےٰ رزقک افطرت ذهب الظّمَأُ وابتلّت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ اللہم اسئلک برحمتک التی وسعت کلّ شیءٍ ان تغفر لی ذُنُوبی۔

ترجمہ :۔ اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا۔ اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔ جاتی رہی پیاس اور تر و تازہ ہو گئیں رگیں۔ اور ثابت ہو گیا اجر۔ اگر اللہ تعالے چاہے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے تیری رحمت سے جس کو تو نے وسیع کیا ہر چیز پر کہ تو بخش دے میرے گناہ۔

پس جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جائے۔ تو انسان اللہ تعالے کی طرف خاص خشوع و خضوع کے ساتھ جھکے۔ قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرے۔

بد اعمال و حرکات سے بچنا

اس ماہ میں ہر قسم کی برائیوں اور بد اعمالیوں سے بچنے کی خاص کوشش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص باوجود روزہ دار ہونے کے بُری باتوں سے اجتناب نہیں کرتا۔ جھوٹ نہیں چھوڑتا۔ اور باقی بد حرکات سے بھی باز نہیں آتا۔ یعنی روزہ رکھتے ہوئے اگر اس میں کوئی ظاہرًا تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ تو نبی کریم سردار دوجہاں نے ایسے انسان کے متعلق فرمایا ہے۔ من لم یدع قول الزور فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامهٗ وشرابهٗ (الحدیث) کہ اگر روزہ دار زبان کا روزہ نہیں رکھتا۔ بلکہ پہلے کی طرح جھوٹ بولتا ہے۔ اور گند بکتا ہے۔ تو محض کھانا پینا چھوڑ دینا خدا کے ہاں قابل قبول

چیز نہیں ہے۔ اسے تو تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہے۔ اگر وہ انسان میں پیدا نہ ہو۔ تو پھر اصل غرض ہی فوت ہو جاتی ہے۔ بلکہ ماہ رمضان کا ہر دن ایسی حالت میں گذرے۔ کہ انسان بُرے کاموں سے بچتا رہے۔ نہ کسی کو گالی دے۔ نہ نکمّا شور و غل مچائے۔ بلکہ اگر کوئی گالی دے۔ یا فضول جھگڑے کرے۔ تو بارشاد نبوی صلعم کہ اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفثُ وَلَا یَصْخَبُ فان سَابَہٗ اَحَدٌ اوقاتلہٗ فلیقل انی امر صائم کہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

صرف یہ نہیں۔ کہ خود بد حرکات نہ کرے۔ بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس حدیث میں فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے ہر روزہ دار نہ خود بے حیائی کی باتیں کرے۔ اور نہ نکمّا غل غپاڑہ بلکہ اگر کوئی اسے گالی دے۔ یا لڑائی بھی کرے تو کہے کہ میں اس کا جواب دینے کو تیار نہیں۔ کیونکہ میں روزہ دار ہوں۔ پس روزہ کی ایسی عزت کی جائے۔ کہ اس کے لئے جانی نقصان برداشت کرے۔ مگر اسکی بے حرمتی نہ کرے۔ ایسا ہی چوری غیبت سے دستکش ہو کر نیک وجود بننے کی کوشش کرے۔ اور ظلم و تعدی اور دست درازی کو خیر باد کہہ دے۔

غرض کہ صرف کھانے پینے سے رُکنے کا نام صیام نہیں ہے۔ بلکہ صیام (جس کے عربی زبان میں "کسی چیز سے رُکنا" کے معنے ہیں) اس چیز کا نام ہے۔ کہ انسان اپنے کسی اعضاء سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے دے۔ جو تقوےٰ و طہارت کے حصول میں روک پیدا کرنے والی ہو۔

نیک اعمال و افعال کا کرنا

تمام برائیوں سے بچتے ہوئے جہاں خداتعالےٰ کی عبادت اور ذکر و تسبیح کرنا اور خوش خلقی دکھانا ہے سو ہاں ایسے اعمال کرنا بھی بہت ضروری امر ہے۔ جو خداتعالےٰ کے لطف و کرم کو زیادہ قریب کر دیتے ہیں۔ مثلاً ان ایام میں غرباء اور مساکین کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ ان ایام کا ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی ہے۔ کہ صاحب استطاعت کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان غرباء کا جن کو کبھی کھانا ملتا ہے۔ اور کبھی بھوکے پڑے رہتے ہیں۔ کیا حال ہوتا ہوگا۔ اسلئے صدقہ و خیرات پر خاص زور دینا چاہیئے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ یوں تو آپ ہر وقت خداتعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ مگر رمضان میں صدقہ و خیرات کی ایک آندھی چلا دیتے تھے۔ پس جہاں تک ممکن ہو۔ انسان اس ماہ میں جانی۔ مالی۔ حالی اور قالی غرضکہ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اور اپنے آپ کو اسکی راہ میں مٹا دے۔ تب اصل زندگی پانے کا مستحق ٹھہریگا۔ ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
بازبان حال کہتی ہیں ہمیں قربانیاں
جان دیدینے سے اسکو جان میں آتی ہے جاں

پس رمضان شریف ہمیں سمجھاتا ہے۔ کہ جس طرح تم نے اس ماہ میں تمام برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے اندر تمام نیکیوں کو پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ تمہارے باقی گیارہ ماہ بھی ایسے ہی گذرنے چاہئیں۔ لعلکم تتقون تاکہ تم ہمیشہ کے لئے متقی و راستباز اور نافع الناس وجود ہو جاؤ۔ اور خدائی ارشاد واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (القرآن مجید) کے ماتحت لمبی عمریں پاؤ۔ اور رہتی دنیا تک تمہارے نام عزت کے ساتھ لئے جائیں۔ اور اگلی زندگی میں بھی سرخرو رہو۔ کیونکہ تم نے اس غرض کو حاصل کر لیا۔ جس کے لئے تم کو پیدا کیا گیا تھا۔ یعنی خداتعالےٰ کی حقیقی معنوں میں عبادت کرنا۔

پس ماہ رمضان ایک قسم کی روحانی ٹریننگ ہے۔ جو ایک ماہ میں کرائی جاتی ہے۔ اور پھر مومن سے توقع رکھی جاتی ہے۔ کہ وہ آئندہ اسی پر عمل پیرا رہے گا۔ کیونکہ مومن ثابت قدم ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے۔

ماہ رمضان میں کن باتوں کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔

ماہ رمضان میں آپ ان چند باتوں کو اپنے سامنے رکھیں۔ انشاءاللہ یہ آپ کے حالات میں بہت حد تک ممد ثابت ہونگی۔

رات کے پچھلے حصہ میں جس وقت کہ دستور کے موافق روزہ رکھا جاتا ہے۔ اٹھنا چاہیئے۔ بہتر ہوگا۔ کہ روزہ رکھنے سے قبل کچھ نوافل پڑھ لے۔

سحری کا کھانا

اگر انسان کسی وجہ سے روزہ نہ بھی رکھ سکے۔ تو سویرے ضرور اٹھنا چاہیئے۔ اور سحری کے وقت کھانا ضرور کھا لینا چاہیئے۔ کیونکہ اول تو سویرے اٹھنے سے طبیعت سارا دن چست رہتی ہے۔ دوم کہ کچھ عبادت کرنے اور تلاوت قرآن کریم کرنے کا موقع مل جائے گا۔ سوم یہ کہ یہ وقت اپنی ذات میں نہایت ہی مبارک ہے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان بھی ہے۔ کہ تسحّروا فان فی السحور برکۃ (ترمذی) کہ روزہ رکھنا اگر مقصود نہ بھی ہو۔ تب بھی اٹھو اور سحری ضرور کھاؤ۔ اور خدا کے ان بندوں سے تشابہ کر لو۔ جو اس وقت خدا کی خاطر روزے رکھ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تشابہ بھی برکت و فلاح کا موجب ہے۔ ع

فتشبّہوا ان لم تکونوا مثلہم
فان تَشَبُّہَ بالکِرامِ فلاحٗ

بہت سویرے اُٹھ کر کھانا کھا لینا اور پھر سو جانا اچھا نہیں ہے۔ بلکہ سویرے اٹھے۔ نوافل ادا کرے۔ تلاوت قرآن کریم کرے۔ اور آخری وقت میں کھانا کھائے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ تاخّر السحور انبیاء کرام کے اخلاق حسنہ میں سے ایک خلق اعظم ہے۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ایسے وقت میں کھانا کھاتے تھے۔ کہ کھانا کھانے کے بعد جتنی دیر پچاس ساٹھ آیات قرآنیہ کے پڑھنے میں لگتی ہے۔ اتنی دیر بعد میں اذان ہو جاتی تھی۔

تراویح

نماز تراویح اصل میں نماز تہجد ہی ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ مردوں کی طرح عورتیں بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں۔ بلکہ ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ جس رات سے رمضان شریف کا چاند نظر آ جائے۔ اسی رات سے نماز عشاء کے بعد باجماعت شروع کر دی جائے۔ اور جس رات عید کا چاند نظر پڑے۔ اس رات سے چھوڑ دی جاوے۔ وتر نماز تراویح کے بعد باجماعت پڑھے جائیں۔ اگر کسی کی تراویح سے کچھ رکعات رہ گئی ہوں۔ اور وتر کی جماعت کھڑی ہو جائے۔ تو پہلے وتر باجماعت پڑھ لے۔ پھر بعد میں تراویح کی رہی ہوئی رکعات پڑھ لے۔ اس نماز کی رکعات بیس بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور آٹھ بھی۔ جماعت احمدیہ کا مسلک اس کے متعلق خیر الامور اوسطہا کے ماتحت بہت بہتر ہے (کیونکہ اگر رات کے اگلے حصہ میں بیس رکعات ادا کی جائیں۔ تو اس کا اثر صبح سویرے اٹھنے پر بہت پڑے گا۔ اور بوجہ رات کو دیر تک جاگنے کے صبح باقی عبادت کرنا تو درکنار روزہ بھی بر وقت رکھنا مشکل ہو جائے گا) وہ یہ کہ دو دو کر کے آٹھ رکعت ادا کی جائیں۔ پہلی چار رکعت ختم ہونے پر کچھ دیر بیٹھ لیا جائے۔ مگر اس جلسہ میں بھی ذکر و تسبیح جاری رہے۔ پھر بعد کی چار رکعت ادا ہونے پر بھی کچھ دیر بیٹھ لیا جائے۔ اس کے بعد وتروں کو بھی باجماعت ادا کر لیا جائے۔ سوائے اس موقع کے وتروں کو باجماعت نہیں پڑھا جاتا۔

نماز تراویح رات کے پچھلے حصہ میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ بلکہ اصل وقت یہی ہے۔

روزہ کے ٹوٹ جانے یا قائم رہنے کے متعلق

اگر کوئی شخص سحری کھاتا ہے۔ اور اسے یقین ہے کہ ابھی تک روزہ رکھنے کا وقت ہے۔ لیکن بعد میں اسے کسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت وہ کھانا کھا رہا تھا۔ اس وقت سورج نکل چکا تھا۔ یا روزہ رکھنے کا وقت گذر چکا تھا۔ تو اب اسے رمضان کے بعد اس دن کی قضاء کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اس کا روزہ قرار نہیں دیا جاوے گا۔ ہاں اس پر اس کا کوئی کفارہ و چٹی کوئی نہیں ہوگی۔ ایسا ہی اگر کوئی یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے۔ روزہ کھول لیتا ہے لیکن بعد میں بادل وغیرہ ہٹ جانے کی وجہ سے سورج نظر آ جاتا ہے۔ یا معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ابھی اچھی طرح نہیں ڈوبا۔ تو اسے بھی یہ روزہ رمضان کے بعد پھر رکھنا ہوگا۔ ہاں کفارہ وغیرہ کوئی نہیں ہے۔

افطاری

جب سورج ڈوب جائے۔ اور مشرق کی طرف سے آسمان پر سیاہی سی آ جائے۔ تو روزہ فوراً افطار کرنا چاہیئے۔ دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل عامۃ المسلمین عموماً اور شیعہ صاحبان خصوصاً کرتے ہیں۔ کیونکہ اسلام بھوکا نہیں مارنا چاہتا۔ بلکہ وہ انسان کو متقی بنانا چاہتا ہے۔ وہ اس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ کہ بلا فائدہ بھوکا رہا جائے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ لایزال الناس بخیر ما عجّلوا الفطر۔ کہ جلدی بر وقت افطار کرنا میری امت کی بہتری کا موجب رہے گا ع

تعجیل نہیں خوب مگر نیک عمل میں

چنانچہ خدا کی قدرت ہے۔ کہ جب سے ان احکام سے لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔ تب سے مسلمانوں کی حالت بھی کشاں کشاں پستی کی طرف چلی آ رہی

ہے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ تعجیل الافطار انبیاء کرام کے اخلاق حسنہ میں سے ہے۔ پس افطار کرنے میں دیری و تاخیر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سورج غروب ہونے کے بعد معاً افطار کر دینا چاہیئے۔

اگر صائم بھول کر کچھ کھا پی لے۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ فانما ھو رزق رزقہ اللہ کہ جو شخص بھول کر کھا پی لیتا ہے۔ اس کا روزہ قائم ہے۔ یہ خدائی رزق تھا۔ جو خدا نے اس کو کھلا دیا۔ ایسے ہی اگر اپنی بیوی سے بھول کر روزہ دار مجامعت کر بیٹھتا ہے۔ تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی روزہ رکھ کر سو جاتا ہے۔ اور خواب میں محتلم ہو جاتا ہے۔ تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ دار تیل لگا سکتا ہے۔ کنگھی کر سکتا ہے۔ سرمہ بھی آنکھوں میں ڈال سکتا ہے۔ اب سب حالتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں سینگیاں لگوانے کے متعلق کچھ اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور بعض کہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر صحیح یہی ہے۔ کہ حاجم و محجوم دونوں کا روزہ نہیں رہتا۔

اگر قے منہ بھر کر آ جائے۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس طریق سے منہ سے کچھ نکلا ہے۔ داخل تو نہیں ہوا۔ ہاں عمداً قے کرنے سے ضرور ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ امر روزہ کی شان میں استخفاف کرنے والا ہے۔ اور اسے پھر روزہ رکھنا پڑے گا۔ جو شخص کسی ایسی چیز کو جو کھانے کی تو نہ ہو۔ مگر عمداً نگل جائے۔ تو اس کا روزہ بھی افطار ہو جائے گا۔ جیسے کوئی شخص سنگریزہ یا پتھر کا ٹکڑا یا کھجور وغیرہ کی گٹھلی نگل جائے۔ تو مفطر قرار پائے گا۔ اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

جو عمداً مجامعت کرے۔ یا عمداً کھا پی لے تو اس پر قضا بھی ہوگی۔ اور کفارہ بھی ہوگا۔ یعنی ساٹھ یتامیٰ کو کھانا کھلائے یا دو ماہ لگاتار روزے رکھے۔ (محمود احمد خلیل مولوی فاضل)

(باقی آئندہ)

ثنائی مشن!

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ایک سوال کا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اخبار اہلحدیث ۲۹ر ستمبر ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۶ پر غیر مبایعین کے متعلق مندرجہ ذیل سوال لکھ کر رقمطراز ہیں۔ کہ ہم ”خلیفہ صاحب اور ان کے اتباع سے سوال کرتے ہیں۔ کہ صادق نبی کا انکار اگر کفر ہے۔ تو یہ کفر بلحاظ سلب رسالت ہے یا بلحاظ سلب صلاحیت؟ یعنی کوئی شخص کسی سچے نبی کی نبوت کا انکار کرکے کافر ہو جاتا ہے۔ یا کافر ہونے کے لئے اسکی صلاحیت کا انکار بھی ضروری ہے۔ اسکی مثال یہ ہے۔ کہ کوئی یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ایک صالح اور پرہیزگار شخص سمجھتا ہے۔ مگر رسول نہیں مانتا۔ ایسا شخص کافر ہے یا نہیں؟ منطقی اصطلاح میں یوں سمجھئے۔ کہ نبی قضیہ مشروطہ عامہ کا موضوع ہے۔ ضروریۃ کا نہیں ہے۔ مشروطہ عامہ میں موضوع سے سلب وصف کرنا حکم کا ابطال ہے۔ پس اب سوال یہ ہے کہ آپ کے لاہوری برادران جو مرزا صاحب سے اس نبوت کو مسلوب کرتے ہیں۔ جس کو سلب کرنے سے آپ نے عام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ بھی کافر ہیں یا نہیں؟“

الجواب: مذکورہ بالا سوال کوئی نیا سوال نہیں۔ جو آج مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہی پیش کیا ہو۔ بلکہ اس سے پیشتر بھی یہ سوال جماعت احمدیہ کے سامنے آچکا اور اس کا جواب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ فرما چکے ہیں۔ لیکن اس کے پیش کرنے سے قبل میں مسیح و مہدی کے منکر کی نسبت بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کے سوال کے جواب میں خود انہی کے مسلمہ بزرگان کا ہی فتویٰ پیش کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مسیح و مہدی کا دعویٰ فرمایا ہے۔ اسلئے ساتھ ہی مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر کی نسبت ہم ہی نہیں بلکہ خود ان کے بزرگان کا بھی فتویٰ یہ ہے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خانصاحب فرماتے ہیں:-

(الف) ”من قال بسلب نبوته كفر حقا كما صرح به السيوطی“۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

یعنی جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صراحتہً لکھا ہے۔ جو شخص عیسیٰ علیہ السلام سے سلب نبوت کرے گا۔ وہ پکا کافر ہوگا۔

(ب) اور امام مہدی علیہ السلام کی تکذیب کرنے والے کے متعلق فرماتے ہیں:-

”گفت رسول خدا صلعم من كذب بالمهدی فقد كفر“ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱)

یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ

(ج) ”جو کوئی تکذیب دجال کی۔ تکذیب مہدی کی کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ رواہ ابو بکر الاسکاف فی فوائد الاخبار و ابو القاسم السهيلی فی شرح السير له“ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۱)

مذکورہ بالا بیانات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے نبوت کو سلب کرنے والا ان کا مکذب اور امام مہدی کی تکذیب کرنے والا شخص کافر ہے۔ سو ہم نے کوئی نیا فتویٰ نہیں ایجاد کیا۔ بلکہ یہ وہی فتویٰ ہے۔ جو اہلحدیثوں کے سردار اور مشہور بزرگ کا بیان فرمودہ ہے۔ اور وہ بھی ان کی طرف سے نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بزرگانِ امت کے بیانات سے اخذ کردہ ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ جو ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صالح اور پرہیزگار شخص سمجھتا ہے۔ مگر رسول نہیں مانتا۔ ایسا شخص کافر ہے یا نہیں“ اور اس کے ساتھ جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب کا اس سوال کو ملانا (جو در اصل ان کا اصل مدعا و مقصد ہے) کہ ”آپ کے لاہوری برادران جو مرزا صاحب سے اس نبوت کو مسلوب کرتے ہیں۔ جس کو سلب کرنے سے آپ نے عام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ بھی کافر ہیں یا نہیں؟“

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اسجگہ یا تو مغالطہ دینے کی خطرناک کوشش کی ہے۔ اور یا پھر اپنی لاعلمی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ اس یہودی کو پیش کرتے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف نیک اور صالح پرہیزگار مانتا ہے۔ مگر آپ کے دعاوی کا منکر محض ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ لاہوری جماعت کو پیش کرتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس یہودی کی طرح صرف صالح اور پرہیزگار ہی نہیں جانتے۔ بلکہ وہ آپ کے دعاوی مجددیت۔ مسیحیت۔ مہدویت وغیرہ کے علاوہ آپ کو کرشن اور امتی نبی وغیرہ بھی مانتے ہیں۔ اور وہ آپ کی نبوت کے بھی قائل ہیں۔ ہاں اس نبوت کی تشریح میں وہ جماعت احمدیہ سے ضرور اختلاف رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا لاہوری ہو۔ جو حضور کی نبوت کا سرے سے منکر ہو۔ تو وہ بے شک کافر ہے۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا لاہوری جماعت کو ایک ایسے یہودی سے مشابہت دینا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعاوی کا قائل نہیں۔ یہ سراسر نادانی لاعلمی اور یا پھر دھوکا دہی پر مبنی ہے۔

اب اس سوال کا جواب جو آج سے ۲۲ برس پیشتر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے فرمایا۔ جس کا پیچھے ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ درج کیا جاتا ہے۔

ستمبر ۱۹۱۷ء میں جب حضور شملہ میں تھے۔ تو ایک غیر از جماعت شخص نے چند سوالات کئے۔ جن کے جواب حضور نے فرمائے۔ ان میں سے متعلقہ سوال و جواب حسب ذیل ہے:-

سوال:- غیر مبایعین کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا کافر؟

جواب:- جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ خواہ نبی اللہ کی کوئی تاویل کریں۔ وہ مسلمان ہیں۔ مگر جو حضورؑ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کافر ہیں۔“ (الفضل ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۷ء) والسلام

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان۔

ثنائی ہفوات

آپ کو اگر ثنائی قلابازیاں اور امرتسری مکذب ایڈیٹر اہلحدیث کی حیلہ سازیاں دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آٹھ آنے کے ٹکٹ ڈاک ایک ایک پیسہ والے بھیج کر **مرقع ثنائی** اور **صادق کلمات۔ بجواب ثنائی ہفوات** دفتر فاروق سے طلب کرکے ملاحظہ فرمائیں۔ تو آپ کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی سب خصلت معلوم ہو جائے گی۔ (مینیجر فاروق قادیان)

احمدی مشن!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر پر اعتراض اور اس کا جواب

سہ

روضۂ آدم کہ تھا جو نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہؤا کامل بجملہ برگ و بار

معاندین احمدیت اپنی کوتاہ فہمی اور کور باطنی سے اس شعر کے مطالب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ حقیقی کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اس شعر میں کہا ہے۔ کہ آدم کی قبر یا مزار جو اب تک اینٹوں کے کم ہونے کے باعث نامکمل تھا۔ میرے آنے سے وہ مکمل ہوگیا۔ اور ساتھ ہی دوسرے مصرع کی تاویل کرتے ہوئے برگ و بار سے مراد قبر کے نقش و نگار معنی لے لیتے ہیں۔ یا بعض اس سے بھی علمی منچلے روضہ کا ترجمہ تاویلی شریعت لیتے ہیں۔ اور برگ و بار سے مراد احکام شریعت لیتے ہیں۔ اور پھر منہ کھول کر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جب شریعت محمدیہ ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ اور کسی جدید احکام یا قانون کی کمی باقی نہیں تھی۔ تو مرزا صاحب کا دین کو اپنے ذریعہ سے کامل بتانا ثابت کرتا ہے۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم پر احمدی جماعت کا ایمان نہیں۔ اور وہ مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی تسلیم کرتی ہے۔ لیکن وائے قسمت کہ ان لوگوں کا علم کدھر گیا۔ اور کیوں نادان اندھوں کی طرح ایک بے نظیر دعویٰ کو الٹ سمجھنے لگے۔ چونکہ بعض احمدی احباب بھی اس شعر سے ناواقفیت کی وجہ سے بعض دفعہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا میں احباب کی خدمت میں اس کے صحیح معنی جو میری سمجھ میں ہیں۔ بیان کرتا ہوں۔ جن مخالفین نے روضہ بمعنی مقبرہ معنی کئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ روضہ بمعنی مقبرہ مجازی معنی ہیں۔ نہ کہ حقیقی۔ اور جب تک اصل معنوں پر کوئی زد نہ پڑ سکے۔ کسی کا کوئی حق نہیں۔ کہ مجازی معنی کرے دوسرے اس شعر کے سیاق سباق میں اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ کہ روضہ بمعنی مقبرہ یا تاویلی طور پر شریعت مراد نہیں۔ کیونکہ پھر روضہ کے ساتھ برگ و بار کو کس طرح نسبت ہوسکتی ہے۔ اگر مقبرہ کے معنوں میں لفظ روضہ کو لیا جائے۔

پس بلحاظ لغت اور سیاق و سباق یہاں روضہ کے معنی مقبرہ کے نہیں۔ بلکہ باغ کے ہیں۔ اور یہ لفظ نظم و نثر میں کثرت سے استعمال ہؤا ہے۔ مثلاً مولانا جامی رحمۃ اللہ زلیخا فارسی کے ابتداء میں پہلا شعر یہی فرماتے ہیں۔ سہ

الٰہی غنچہ امید بکشا
گلے از روضۂ جاوید بنما

دیکھئے یہاں روضہ بمعنی باغ ہے۔ نہ کہ بمعنی مقبرہ۔ اور اسی طرح قرآن مجید میں بھی یہ لفظ سپارہ اکیس[۲۱] سورہ زمر میں فی روضۃ یحبرون کے اندر استعمال ہؤا ہے۔ اور اسی طرح ایک کتاب کا نام بھی روضۃ الصفا ہے پس ان تمام جگہوں میں روضہ بمعنی باغ ہے۔ اور یہ امر حضرت اقدسؑ کے شعر سے دوسرے مصرع کے الفاظ برگ و بار سے زیادہ پایۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ برگ و بار کو باغ سے کامل نسبت ہے۔ پس احباب کی تسلی کے لئے میں ایک مثال کے ذریعے ان معنوں کو واضح کرتا ہوں فرض کیجئے ایک شخص دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ میرے درخت میں سَو انار لگیں گے۔ یا ایک شخص کو بتلایا جاتا ہے۔ کہ تیری نسل میں سَو مرد ہوں گے۔ مگر دونوں صورتوں میں اس درخت میں ننانوے پھل اور ننانوے مرد ہیں۔ صرف ایک ایک کی کمی ہے۔ تو وہ شخص صاحب اولاد بھی ہوگا۔ اور وہ درخت پھلدار بھی ہوگا۔ مگر پیشگوئی کے مطابق وہ کامل بجملہ برگ و بار نہیں ہوسکتے۔ جب تک ایک ایک کی جو کمی ہے۔ وہ پوری نہ ہو جائے۔ اب دیکھئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس قدر لطیف پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ آدم کا باغ جواب تک نامکمل تھا۔ یعنی نسل آدم کے روحانی باغ میں میرے آنے سے پہلے مسیح موعود کی عدم تشریف کے باعث کمی تھی۔ کیونکہ میں بلحاظ جسمانی نسل کے آدم کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا۔ اور بلحاظ روحانی نسل کے آدم کے باغ روحانی کے شجر اعظم آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ میری برگ و بار کے لحاظ سے نسبت تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک درخت تھے۔ اور ہم اس کے برگ و بار۔ جیسا کہ حضرت اقدسؑ ایک فارسی نظم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سہ

اے آنکہ سوئے من تو دویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اب یقیناً یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی متعدد پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ اور یہ پیشگوئیاں اس وقت تک پوری نہ ہو سکتی تھیں۔ جب تک مسیح موعودؑ تشریف نہ لے آتے۔ خواہ وہ زمینی ہوتے یا بقول مخالفین آسمان سے آنے والے۔ پس باغ آدم با برگ و بار بھی تھا۔ اور اس میں درخت بھی تھے (یعنی انبیاء) اور برگ و بار بھی (یعنی متبعین انبیاء) مگر وہ کامل بجملہ برگ و بار نہ تھا۔ کیونکہ ابھی مسیح موعود کی آمد کا پتہ اور پھل ابھی ظاہر نہ ہؤا تھا۔ پس ان معنوں پر کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس کے حقیقی یہی معنی ہیں۔ کہ چونکہ آدم کے باغ کا بھی برگ و بار تھا۔ جب تک میں نہ آتا۔ وہ کبھی مکمل بلحاظ آمد نسلِ روحانی نہیں ہوسکتا۔ پس کامل بجملہ برگ و بار ہی کا فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت با برگ و بار تو کہتے ہیں۔ مگر کامل بجملہ برگ و بار نہیں کہتے۔ کیونکہ مسیح موعود کی آمد ابھی باقی تھی۔ مگر جبکہ آپ کی آمد نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ تو پھر وہی باغ کامل بجملہ برگ و بار ہوگیا۔ یہاں کوئی معنی تاویلی نہ ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ضرورت ہے۔ اور نہ شریعت کا مکان سے کرایہ ٹے کی گنجائش نکالنے کی ضرورت۔ صاف معنی ہیں۔ فلا اعتراض۔ سہ

ذرا چشم بصیرت کھول گر رکھتا ہے بینائی
تیرے کس کام آئیں گے خیالاتِ من و مائی

(سید عنایت حسین غوث پوری)

تینوں دشمنوں کی الٹی کھوپڑی

یہ مضمون ایک غیر احمدی سید صاحب نے لکھا ہے۔ اور خواہش کی ہے۔ کہ اسکو اخبار میں شائع کر دیا جائے۔ اسلئے نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

پنڈت لیکھرام کی شیریں زبانی تو کسی سے مخفی نہیں۔ مگر خدا کی حکمت جس قوم کے یہ لیڈر تھے۔ اس قوم نے اس قدر جید عالم پیدا کئے کہ ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ پنڈت چموپتی ایم۔اے ایک کتاب حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی کتاب حدوث روح و مادہ کے جواب میں لکھتے ہوئے ایک جگہ خلق الانسان من صلصال کالفخار کی آیت کے آخری لفظ کالفخار کا ترجمہ کمہار کی مانند کیا ہے۔ گویا یہ بے نظیر عالم علم کا دشمن یہ استدلال کرتا ہے۔ کہ انسان کو بجنے والی مٹی سے کمہار کی مانند بنایا گیا ہے۔ یعنی جس طرح کمہار برتن تیار کرتا ہے۔ اور پہلے چک اور مٹی اور پانی موجود ہوتا ہے۔ پھر اس کو گھڑ گھڑ کر برتن بنا لیتا ہے۔ اسی طرح خدا نے جب انسان بنایا۔ تو پہلے روح اور مادہ دونوں بالذات موجود تھے۔ خدا نے کمہار کی طرح جوڑنے وغیرہ کا کام کیا۔ مگر یہ پنڈت چموپتی کا قصور نہیں۔ بلکہ یہ بحر علم معانی ان کو پنڈت لیکھرام کے فیض سے حاصل ہؤا ہے۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام صاحب نے جب اسلام کے خلاف بولنا شروع کیا۔ تو آپ کی تحریریں اور تقریریں اسی قسم کے متبذل معنوں سے پر ہوتی تھیں۔ بلکہ آپ کے مبلغ علم کا کمال دیکھئے۔ کہ کلیات آریہ مسافر میں مسلمانوں کی بے رحم دلی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے حلال حرام میں اپنی نفس کی خواہش کو پورا کیا۔ جو ظالم جانور تھے یا شکاری تھے۔ ان کے گوشت کو حرام کر دیا۔ اور جو غریب الطبع اور کمزور تھے حلال کر دیئے۔ پس مسلمانوں کا مذہب اگر رحم سکھاتا۔ تو کمزور جانوروں پر رحم کرتا۔ اور شیر۔ چیتا وغیرہ پر حلال کرنے کی شکل میں ظلم کرتا۔ اس قدر لکھنے کے بعد پنڈت صاحب نے حلال جانوروں کی جو فہرست دی ہے۔ اس میں ایک شکاری جانور لٹورا کو حلال کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ جانور شکاری ہونے کی حیثیت سے حرام ہے۔ صرف جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ غلطی سے وہاں حلال کے خانہ میں لکھا گیا ہے۔ پس بغیر سوچے سمجھے لکھنا ان کو وراثت میں ملا ہے۔ اگر اسلام شیر اور چیتوں اور خونخوار جانوروں کو حلال کرتا۔ تو جیسا کہ پنڈت صاحب ہمیشہ عرب کے لوگوں کے ظلم کے شاکی رہے۔ اور سرحدی بھائیوں سے بھی ناراضگی ہی ظاہر کرتے رہے۔ یا اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے افسانے یاد فرماتے رہے۔ اور جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ غذائیں اپنا اثر انسان کے دل و دماغ اور عادات پر ڈالتی ہیں۔ اکثر گوشت خوار قومیں طبعاً جنگجو اور بہادر ہوتی ہیں۔ اور

آریہ ورت کی دال ماش کھانے والے شانتی پرشاد مہاراج ہوتے ہیں۔ اگر اسلام خونخوار جانوروں کو حلال قرار دیتا۔ تو اندازہ فرمائیے۔ کہ ان کا گوشت جسم پر کیا اثر ڈالتا۔ انسان غذائیت کے لحاظ سے ایک درندہ ظالم اور وحشی ہوتا۔ اور اس میں درندگی پیدا ہو جاتی۔ تو پھر بتائیے۔ کہ آریہ ورت کے بانکے نوجوان کہاں ہوتے۔ ایسا ہی اسلام نے خون کھانے سے منع کیا۔ تاکہ انسانی طبائع میں درندگی پیدا نہ ہو۔ اور لوگوں کے لئے امن کا باعث ہوں۔ نہ کہ تکلیف کا باعث۔ پس یہ اسلام کا احسان ہے۔ جس نے تمام جہان کو امن کی تعلیم بخشی۔ پس الٹی کھوپری والے ہمیشہ الٹا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ پنڈت چموپتی ایم۔ اے نے فخار کا معنی گھمار کیا ہے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ علم کا اسقدر ستیاناس اور جواب فاضل میر محمد اسحاق صاحب کا للعجب۔ یہ الٹی کھوپری ان کی ہی نہیں۔ بلکہ خدا نے ازل سے بنیاد ہی ایسی رکھی۔ مثلاً دیکھئے آریہ ورت کے لنگوٹ بند نیوگ کے دلدادہ گورو سوامی دیانند جی مہاراج ستیارتھ میں لکھتے ہیں۔ کہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ قرآن کا کوئی مقابلہ نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے۔ مگر فیضی نے بے نقط تفسیر ان قرآن لکھی ہے۔ مقابلہ ہوا یا نہیں۔ چہ خوب۔ فیضی قرآن کی تفسیر لکھیں۔ اور پنڈت صاحب اس کو مقابلہ سمجھیں۔ حالانکہ یہ بھی قرآن کا کمال ہے اور اسی وجہ سے پنڈت لیکھرام نے کلیات میں ایسے کہنے والے کو بالکل جاہل لکھا ہے۔ پس یہ کھوپری شروع سے ہی الٹی ہے۔ اور الٹی چلی جائے گی۔ مگر احمدیت کی ٹھوکر کھوپری کے پیالہ کو سیدھا کرے گی۔ اور وہ وقت نزدیک ہے۔ کہ خدا اس قوم کو سمجھ دے۔ آمین۔

(سید گل حسین شاہ چھوکر کلاں ضلع گجرات)

اعلان ضروری

جملہ سکرٹری صاحبان مال جماعتہائے احمدیہ مقامی کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا درخواست ہے۔ کہ براہ مہربانی اپنی جماعت کے ان احباب کی فہرست معہ رقوم ادا کردہ ارسال فرمائیں۔ جنہوں نے چندہ خلافت جوبلی فنڈ سو فی صدی ادا کر دیا ہے۔ اور یہ نوٹ بھی دیں۔ کہ انہوں نے اپنی ماہوار آمد کے برابر چندہ دیا ہے۔ یا کم یا اپنی آمد سے زیادہ ادا کیا ہے۔ تاکہ ان کے نام اخبار میں شائع کئے جائیں۔ نیز چونکہ جوبلی منانے کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے تمام موعودہ رقمیں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ہو جائیں۔ (ناظر بیت المال)

اعلانات نظارت بیت المال

مرکزی چندہ کے متعلق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بیت المال کی طرف سے بار بار اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے قواعد میں سے یہ ایک قاعدہ بھی ہے۔ کہ مرکزی چندوں کا روپیہ اپنے طور پر روکنے یا خرچ کرنے کا کسی جماعت یا فرد کو اختیار نہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعض دوستوں کے معاملہ کو جنہوں نے مرکزی رقوم چندہ کو دوسرے مصارف میں لے آیا ہوا تھا۔ پیش کئے جانے پر ارشاد فرمایا:۔

"کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنا بلا منظوری کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کام کر کے بعد میں منظوری لینا نہ صرف خلاف قانون ہے۔ بلکہ خلاف عقل بھی۔ کیونکہ اس طرح نظام بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی اجازت کسی جماعت کو دے دی جائے۔ تو یقیناً یہ مرض دوسری جماعتوں میں پھیل جاوے گا۔ اور مرکزی کاموں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ پس اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے۔ **کہ کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنے کی خواہ امید منظوری ہی کیوں نہ ہو۔ اجازت نہیں۔ اور اگر کوئی انجمن ایسا کرے گی۔ تو اس کے عہدہ داروں کو الگ کیا جائے گا۔ اور اس انجمن کو جب تک وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہ کرے۔ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔**" (ناظر بیت المال)

بنکوں وغیرہ کا سود اشاعت اسلام میں خرچ کرنے کے لئے مرکز میں آنا چاہیئے

نظارت ہذا کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتویٰ کا متعلق سود ڈاکخانہ و بنک وغیرہ کئی بار اعلان کیا جا چکا ہوا ہے۔ کہ حضورؑ کے فتوے کے مطابق ایسے سودی روپیہ کو اپنی ذات پر خرچ کرنا۔ اپنے ہمسایوں یا مساکین کو دینا بالکل حرام ہے۔ اور ایسے روپیہ صرف اور صرف اشاعت اسلام کے لئے خرچ کیا جائے۔

اشاعت اسلام مرکزی فنڈ ہے۔ اسکی آمد میں باوجود جماعت کی مسلسل ترقی کے چند سالوں سے متواتر کمی ہو رہی ہے۔ اس کی دو ہی وجہ ہو سکتی ہیں (۱) کہ احباب میں اشاعت اسلام کا جذبہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس کو درست نہیں مانا جا سکتا۔ یا یہ کہ احباب بجائے ان سودی رقوم کو مرکز میں ارسال کرنے کے دوسری جگہوں میں خرچ کر لیتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے خلاف ہے۔

لہٰذا میں بذریعہ اعلان ہذا احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایسے تمام احباب کو جنہیں بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ کی طرف سے سود ملتا ہو۔ وہ اس روپیہ کو اشاعت اسلام میں خرچ کرنے کے لئے مرکز میں بھجوایا کریں۔ اور اپنی مرضی سے کہیں دوسری جگہ صرف نہ کیا کریں۔ (ناظر بیت المال)

نقشہ سحر و افطار رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۸ھ

تاریخ		یوم	انتہائے سحر		وقت افطار	
اکتوبر سنہ ۳۹ء	رمضان ۱۳۵۸ھ		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۲۲	۸	یکشنبہ	۵	۱۵	۵	۴۸
۲۳	۹	دوشنبہ	۵	۱۵	۵	۴۷
۲۴	۱۰	سہ شنبہ	۵	۱۶	۵	۴۶
۲۵	۱۱	چہارشنبہ	۵	۱۸	۵	۴۵
۲۶	۱۲	پنجشنبہ	۵	۱۸	۵	۴۳
۲۷	۱۳	جمعہ	۵	۱۸	۵	۴۲
۲۸	۱۴	شنبہ	۵	۱۸	۵	۴۲
۲۹	۱۵	یکشنبہ	۵	۲۰	۵	۴۱
۳۰	۱۶	دوشنبہ	۵	۲۰	۵	۴۰
۳۱	۱۷	سہ شنبہ	۵	۲۰	۵	۳۹
یکم نومبر	۱۸	چہارشنبہ	۵	۲۲	۵	۳۸
۲	۱۹	پنجشنبہ	۵	۲۳	۵	۳۷
۳	۲۰	جمعہ	۵	۲۴	۵	۳۶
۴	۲۱	شنبہ	۵	۲۵	۵	۳۵
۵	۲۲	یکشنبہ	۵	۲۵	۵	۳۵
۶	۲۳	دوشنبہ	۵	۲۶	۵	۳۴
۷	۲۴	سہ شنبہ	۵	۲۷	۵	۳۳
۸	۲۵	چہارشنبہ	۵	۲۸	۵	۳۳
۹	۲۶	پنجشنبہ	۵	۲۸	۵	۳۲
۱۰	۲۷	جمعہ	۵	۲۹	۵	۳۲
۱۱	۲۸	شنبہ	۵	۲۹	۵	۳۱
۱۲	۲۹	یکشنبہ	۵	۳۰	۵	۳۰
۱۳	۳۰	دوشنبہ	۵	۳۱	۵	۳۰

ایک نہایت ہی اہم اور ضروری اعلان

صحابہ کرام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ فاروق اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہربانی فرما کر جلد از جلد تمام وہ امور جن کا کسی نہ کسی رنگ میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ تعلق ہو۔ اور آپ کو اس کا علم ہو۔ اس سے نظارت ہذا کو آگاہ کریں۔ اس بارہ میں کسی گذشتہ اشاعت میں ایک مفصل مضمون بھی لکھا جا چکا ہے۔ مگر احباب جماعت نے اس سلسلہ میں کوئی قابل ذکر قدم نہیں اٹھایا۔ اب پھر صحابہ کرام۔ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ، انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ غرضکہ ہر اس شخص کی خدمت میں جو اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔ عرض کی جاتی ہے۔ کہ اگر آپ کی جماعت میں کوئی ایسا صحابی موجود ہے۔ جس نے ابھی تک اپنی روایات لکھ کر یا لکھوا کر دفتر ہذا میں ارسال نہیں کیں۔ تو براہِ نوازش جلد از جلد قلمبند کر کے بھیج دیں۔ (ناظر تالیف و تصنیف)

ماہِ رمضان المبارک میں کتب خانہ قاسم العلوم کا رعایتی اعلان

(محصول ڈاک بذمہ خریدار)

نام کتاب معہ خلاصہ مضمون	رعایتی قیمت
حمائل شریف مترجم چرمی نہایت اعلیٰ درس کیلئے	سے
حمائل شریف مترجم مجلد۔ ترجمہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ	لعہ
کشتی نوح۔ از حضرت مسیح موعودؑ تعلیم احمدیت	۲ر
اسلامی اصول کی فلاسفی۔ جلسہ اعظم مذاہب کا لیکچر	۲ر
نیوگ درشن۔ رد آریہ میں لاجواب ہے	۳ر
رد تناسخ " " "	۰ر
گوشت خوری " " "	۰ر
ایک سیاسی لیکچر۔ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز	۱ر
حقیقت الامر۔ رد پیغام پارٹی۔ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ	۱ر
اہل اسلام کس طرح ترقی حاصل کر سکتے ہیں از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ	۱ر
رہنمائے خاتون۔ مستورات کے لئے	۱ر
احکام القرآن۔ قرآن مجید کے احکام جمع کر دئے ہیں۔	۸ر
خطبہ عید الفطر۔ از حضرت مسیح موعودؑ	۱ر
خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ } سر ظفر اللہ خاں صاحب کا لیکچر دہلی	۲ر
اسلام اور یورپ کے علوم جدیدہ۔ از حضرت مسیح موعودؑ	۱ر
ابطال الوہیت مسیحؑ۔ از حضرت خلیفہ اولؓ	۲ر
پارہ معرا۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پنجم فی پارہ	۱ر
پارہ اول مترجم اردو۔	۱ر
پارہ اول مترجم انگریزی مجلد اعلیٰ	۱۲ر
فاروق کے خاص نمبر } (۱) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے وہ زبردست تاریخی خطبے جو حضور نے گورنمنٹ و احرار و جماعت احمدیہ کے متعلق فتنہ احرار کے وقت فرمائے تھے۔ ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ معہ تقریرات احرار جو قادیان پر حملہ کرنے کے وقت رجادہ میں جلسہ کرکے احرار نے کی تھیں	۲ر
(۲) غیر احمدیوں نے جب پہلا جلسہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے خلاف کیا۔ اس کے واقعات قابل دید ہیں۔ جن کو پڑھ کر آپ اس جلسہ کی حقیقت معلوم کر سکینگے۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ رعایتی قیمت	۲ر
جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ۔ از مولوی فضل الدین صاحب وکیل	۲ر

نام کتاب معہ خلاصہ مضمون	رعایتی قیمت
آریہ پنتھ کا فوٹو۔ رد آریہ	۳ر
ذکر الٰہی۔ تقریر جلسہ سالانہ حضرت خلیفہ ثانی	۱ر
درثمین اردو۔ از حضرت مسیح موعودؑ	۱ر
سیرۃ النبیؐ۔ آنحضرت صلعم کی سیرت از حضرت امیر المؤمنین خلیفہ ثانی ایدہ اللہ	لعہ
پیشگوئی احمد بیگ۔ از ملک عبدالرحمن صاحب خادم	۲ر
انسان کامل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کا دیگر مذاہب کے پیشوایان و انبیاء علیہم السلام سے مقابلہ و موازنہ۔ از میر محمد اسحاق صاحب فاضل	۲ر
درس القرآن خلیفہ اول۔ حضرت نور الدین اعظم خلیفہ اول کا درس قرآن مکمل۔	عہ
اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ لیکچر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ	۳ر
سیرت المہدی حصہ اول۔ از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے	لعہ
ریویو براہین احمدیہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ریویو جو براہین احمدیہ پر اس نے کیا۔	عہ
فصل الخطاب ہر دو حصہ۔ عیسائیوں کے جواب میں حضرت نور الدین اعظمؓ کی مشہور تصنیف۔	عہ
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ لاہور کا مشہور جلسہ مذاہب کی مکمل رپورٹ۔	لعہ
تحفۃ النصاریٰ۔ رد عیسائیاں۔	۱۰ر
درثمین عربی مترجم۔ از حضرت مسیح موعودؑ	۱۰ر
سیرت المسیح الموعود۔ حضرت مسیح موعود کے حالات۔	۱ر
ادعیۃ القرآن ادعیۃ الاحادیث } قرآن و حدیث کی دعائیں	۱ر
ایک ہمدردانہ خط۔ تبلیغ کے واسطے لاجواب خط۔ از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے	۰ر
برگزیدہ رسول۔ بجواب رنگیلا رسول آریہ	۲ر
عقائد احمدیہ۔ جیبی تقطیع۔ احمدیوں کے عقائد کا مجموعہ۔ برائے تقسیم	۱ر
اسلامی اصول کی فلاسفی گورمکھی۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے لاجواب	۴ر
اسلامی اصول کی فلاسفی ہندی۔ ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے	۴ر
کلید القرآن۔ قرآن مجید سے ہر ایک آیت نکالنے کی یہ کنجی ہے۔	۸ر

حجۃ البالغہ۔ وفات مسیح پر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی زبردست کتاب	لہر
حقیقۃ المجنون۔ حضرت مسیح موعودؑ پر غیر احمدیوں کے الزام جنون کا جواب	لہر
آئینہ اسلام۔ آریہ مذہب کی عکسی تصویر	۱۲ر
مفتاح القرآن۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے لاجواب کتاب ہے	لعہر

مندرجہ بالا اعلان رمضان المبارک میں اسلیئے کیا گیا ہے۔ کہ احباب زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ کاغذ کی گرانی تو ایسے اعلان کرنے سے مانع ہے۔ مگر رمضان المبارک ایسے نیک اعلانوں کا متقاضی ہے۔ رعایت صرف ۱۵ر نومبر ۳۹ء تک ہے۔ اور دوبارہ یہ اعلان اخبار میں نہ ہوگا۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے۔ کئی دوست مل کر کتابیں منگائیں گے۔ تو وی۔ پی وغیرہ محصول ڈاک کی کفایت رہے گی۔

منیجر کتب خانہ قاسم العلوم احمدیہ بازار قادیان

ہفتہ بھر کی چیدہ خبریں

برطانیہ ہاؤس میں آزادی ہندوستان پر گفت و شنید

۱۲ر اکتوبر۔ ہاؤس آف کامنز میں بحث کے دوران میں لیبر پارٹی کے بعض ممبروں نے ہندوستان کے متعلق کانگرس کے مطالبہ کا ذکر کیا۔ ایک ممبر نے کہا۔ ہم ہٹلر کی پیشکش ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم نے جنگ کے بارہ میں اپنا منشا ظاہر کئے بغیر اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ تو یہ سخت حماقت ہوگی۔ اگر ہم جمہوریت اور آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تو ہمیں ہندوستان کا بھی اتنا ہی خیال رکھنا پڑیگا۔ جتنا پولینڈ کا۔ ایک اور ممبر نے کہا۔ کہ اگر ہم جمہوریت کے حامی ہیں۔ تو ہمیں ہندوستان میں بھی اسی طرح جمہوریت کی حمایت کرنی چاہیئے۔ جیسے جرمنی میں ہمیں اپنے گھر کو ٹھیک کرکے جرمن عوام کے دل تک پہنچنا چاہیئے۔ اگر ہم اسی وقت ہندوستان کے لوگوں سے یہ کہہ سکیں۔ کہ ہم ہندوستان میں جمہوریت رائج کر دیں گے۔ تو ہم جمہوریت قائم کرنے میں وہ کام کر سکینگے۔ جو اسلحہ سے ناممکن ہے۔ برطانوی پریس بھی اس مطالبہ کی تائید کر رہا ہے۔ چنانچہ رینلڈز نیوز میں مشہور لیبر لیڈر مسٹر بریلسفورڈ نے لکھا ہے۔ کہ اگر برطانیہ ہندوستان کے مطالبات منظور کرے۔ تو تمام دنیا میں اس کا زبردست اخلاقی اثر قائم ہو جائے گا۔ ڈیلی ہیرلڈ نے لکھا ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ مرکزی اسمبلی میں ہندوستان کے منتخب شدہ ممبروں کو مکمل ذمہ داری عطا کر دے۔ گذشتہ جنگ میں ہندوستان نے ہمارے لئے جو قربانیاں دیں۔ ہم ابھی تک ان کا معاوضہ نہیں دے سکے۔ نیشن نے لکھا ہے۔ کہ جمہوریت کی خاطر لڑائی کرنے کے متعلق ہم جو وعدے کر رہے ہیں۔ ان کی تصدیق کے لئے ہندوستان ایک معیار ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں کوئی تبدیلی کئے بغیر ہندوستانیوں کو مرکز میں ذمہ داری دی جاسکتی ہے۔

دیہاتی پنچائتیں اور پنچایت افسر

لاہور سے ۱۵ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں وزیر پبلک ورکس نے پنجاب کے پنچایت افسروں کے سامنے تقریر کی۔ جس میں پنچائتوں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس ملک میں یہ سسٹم قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ ہر نئی حکومت چونکہ اپنے نظام کو مرکزی حیثیت دینا ضروری سمجھتی ہے۔ اسلئے برطانوی حکومت کی آمد کے ساتھ ہی یہ سسٹم بند ہوگیا۔ جنگ عظیم کے بعد یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اس سسٹم کو پھر زندہ کیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں دیہاتی پنچایت کا قانون منظور ہوا۔ مگر وہ صرف پنچایت کے ایک جزو پر حاوی تھا۔ موجودہ وزارت نے پنچائتوں کے وسیع پیمانہ پر نشو و ارتقاء کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ ہمارا مقصد پنجاب کے دیہات میں نیا نظام قائم کرنا ہے۔ زمینداروں کو مشکلات سے نجات دلانا۔ ان کی پست ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرکے ان کو یہ بتانا ہے۔ کہ وہ اپنی قسمت کے آپ بنانے والے ہیں۔ پنچایت افسروں کا فرض ہے۔ کہ زمینداروں کو بتائیں۔ کہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا اور اپنے اختیارات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پنچایت افسروں کا کام دھڑا بندیوں کا انسداد۔ زمینداروں کی تعلیم۔ دیہاتی مکانات کی اصلاح۔ جرائم کی بیخکنی۔ مویشیوں کی دیکھ بھال۔ غرضیکہ دیہاتی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہونا چاہیئے۔

وائسرائے ہند کا اہم اعلان

تمام اقوام کے متفق ہونے پر جنگ کے بعد موجودہ آئین میں تبدیلی کی جاسکے گی

نئی دہلی ۱۷ر اکتوبر۔ وائسرائے ہند نے آج حکومت برطانیہ کی منظوری سے رات کے ۱۲ بجے ایک نہایت اہم اعلان براڈکاسٹ کیا۔ اعلان کے دو حصے ہیں۔ ایک ہندوستان کے آئینی مستقبل کے متعلق اور دوسرا جنگ کے سلسلہ میں مشاورتی کمیٹی کے قیام کے متعلق۔ اعلان کا ملخص یہ ہے۔ وائسرائے ہند نے فرمایا۔ میں نے ہندوستان کے مختلف طبقات کے لیڈروں نیز والیانِ ریاست کے نمائندوں سے بہت سی ملاقاتیں کی ہیں۔ مقصد یہ تھا۔ کہ عوام کے خیالات معلوم کرسکوں۔ بالخصوص اس امر سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کہ جنگ کو چلانے میں ہندوستان کن بنیادوں پر تعاون کرسکتا ہے۔ ۵۲ لیڈروں سے ملنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ان کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہر ایک کے مطالبات جداگانہ ہیں۔ اور ہر ایک نے ہمارے پیش نظر مسائل کا علیحدہ علیحدہ حل پیش کیا ہے۔ ایک فریق اصلاحات میں اضافہ کا خواہاں ہے۔ مگر دوسرا تحفظات کے لئے خاص اختیارات ضروری سمجھتا ہے۔ اور حکومت ان اختلافات کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ حکومت سے اس امر کی وضاحت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ جنگ میں حکومت برطانیہ کے مقاصد کیا ہیں۔ اور وہ کس حد تک ہندوستان کی قدیم اور شاندار روایات کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ اور یہ کہ آئینی لحاظ سے ہندوستان کا مستقبل کیا ہوگا۔ اور ہندوستان کی سیاسی منزل کا تعین کرنے کے لئے ایسی راہ اختیار کی جائے۔ کہ دنیا کو اس ملک کے آخری درجہ کے متعلق کوئی شبہ نہ رہے۔ جنگ کے مقاصد کا سوال ایسا ہے۔ کہ خود حکومت برطانیہ نے بھی ابھی تک قطعی طور پر شرکت جنگ کے مقاصد کی وضاحت نہیں کی۔ اور یہ وضاحت جنگ پر کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے۔ اور اس کے لئے جب مناسب موقعہ آئے گا۔ اعلان کردیا جائے گا۔ تاہم اس امر میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہم جارحانہ حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ اور اپنے لئے کسی مادی فائدہ کے حصول کے خواہاں نہیں۔ صرف ایسے بین الاقوامی نظام کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ جو آئندہ نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچا سکے۔

ان ملاقاتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان کے مستقبل اور اسکی آئینی ترقی کا سوال ملک کے تمام طبقوں کے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس وقت ہندوستان کی آئینی پوزیشن اور حکومت برطانیہ کی پالیسی انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے مطابق ہے۔ اور اس پر کامیابی سے عمل ہو رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ بعض فروعی امور کے باوجود یہ سکیم نہایت ٹھوس ہے۔ اس ایکٹ کا دوسرا مرحلہ فیڈرل سکیم تھا۔ جس پر ہندوستان کی طرف سے شدید نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اسلئے فی الحال اسے ملتوی کردیا گیا ہے۔ مگر اسکی کامیابی میں مجھے کوئی شک نہیں۔ ہندوستان کے متعلق برطانیہ کے ارادے سابق وزیر ہند ۲۶ر فروری ۱۹۳۵ء کو دارالعوام میں بیان کر دیئے تھے۔ اور ان وعدوں کو دہرایا گیا تھا۔ جو ۱۹۱۹ء میں کئے گئے تھے۔ پس یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ ہندوستان کی ترقی کی منزل درجہ نوآبادیات ہے۔ اور موجودہ عہدہ پر تقرر کے وقت ملک معظم نے مجھے ہدایت فرمائی تھی۔ کہ میں اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں اس امر کو مدنظر رکھوں۔ کہ ہندوستان بھی دیگر نوآبادیات کی صف میں نمایاں پوزیشن حاصل کرسکے۔ یہ ہے حکومت برطانیہ کی آئندہ پالیسی اور اس کے ارادے۔ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی بنیاد قریبًا متحدہ طور پر رکھی گئی تھی۔ اور یہ ہندوستانی ہندوستان کی ریاستوں نیز برطانوی مدبرین کی کئی سال کی متفقہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور مجھے ذاتی طور پر علم ہے۔ کہ تمام مفادات اور تمام سیاسی پارٹیوں کے نقطۂ نظر کو پوری طرح پیش نظر رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی تھی۔ اور پھر یہ بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ کہ تجاویز حتی الوسع متفقہ ہوں۔ اس کے باوجود حکومت برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ جب ہندوستان کی فیڈرل گورنمنٹ کی سکیم یا وزیر ہند کے وعدوں کو پورا کرنے والی کسی سکیم پر غور کرنے کا وقت آئے گا۔ تو اس وقت کے حالات کی روشنی میں پھر اس امر پر غور کیا جائے گا۔ کہ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کی مجوزہ سکیم پر کس حد تک عمل مناسب ہوگا۔ اور اس میں کونسی تبدیلیاں موزوں ہوں گی۔ اور مجھے برطانوی حکومت نے یہ اعلان کرنے کا اختیار دیا ہے۔ کہ اس جنگ کے خاتمہ پر وہ ہندوستان کے مختلف طبقات و اقوام نیز دیسی ریاستوں کے نمائندوں سے اس مقصد کے لئے مشورہ کرنے میں خوشی محسوس کرے گی۔ اور اس طرح اس ایکٹ میں ضروری تبدیلیوں میں تامل نہ کرے گی۔ اور اس وقت بھی اس بات کا خیال رکھا جائے گا۔ کہ ہر ممکن طریق سے ہندوستان میں باہمی اتحاد و اتفاق قائم رکھا جائے۔ تاکہ یہ ملک متحدہ طور پر ترقی کی طرف قدم اٹھا سکے۔ اقلیتوں کے نمائندوں کے ساتھ ملاقاتوں کے نتیجہ میں میں اس امر کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ان کو اس بات کا یقین دلادیا جائے۔ کہ آئین میں آئندہ جو تبدیلیاں کی جائیں گی۔ ان میں ان کے مفادات کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ اور ان کے نقطۂ نگاہ کو پوری پوری اہمیت دی جائیگی۔ ہندوستان کو اسکی آئینی منزل پر پہنچانے کے انتظامات کا سوال نہایت ہی اہم اور مشکل ہے۔ اور اس کے متعلق بڑے بڑے دعاوی اور شاندار الفاظ کے استعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ سیاسی ارتقار کی روشنی میں ایسا قدم اٹھایا جانا چاہیئے۔ جو قابل عمل ہو۔ اور جس کے باعث ملک کی تمام قومیں اور جماعتیں اس منزل کی طرف بڑھنے کی متحدہ کوشش کرسکیں۔

اس کے بعد میں ان انتظامات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو جنگ میں اس ملک کی رائے عامہ کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ جنگ میں ہندوستان کی امداد پہلے ہی اتنی زیادہ ہے۔ کہ اس نے تمام دنیا کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور اس امداد میں وہ روحانی امداد بھی شامل ہے۔ جو اس ملک نے نیک اور منصفانہ مقاصد کے لئے دی ہے۔ مادی امداد بھی بیحد اہم ہے۔ اسلئے جنگ کے انتظامات کے ساتھ براہ راست تعلق رکھنے کی جو خواہش اس ملک میں پائی جاتی ہے۔ وہ ایک قدرتی خواہش ہے۔ اور میں اسکی قدر کرتا ہوں۔ اور اس خواہش کی تکمیل کے موزوں طریقوں پر میں نے تمام لیڈران سے تبادلۂ خیالات کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے جو تجاویز پیش کیں۔ ان کے حسن و قبح پر بھی ان کے ساتھ مبادلۂ افکار ہوتا رہا۔ اور ان کی آراء و افکار کی روشنی میں میرے نزدیک صحیح طریق کار یہ ہے۔ کہ ایک ایسی مشاورتی بورڈ بنا دیا جائے۔ جس میں برطانوی ہند کی تمام بڑی بڑی پارٹیوں کے علاوہ والیانِ ریاست کے نمائندے بھی شامل ہوں۔ اور جس کی صدارت خود گورنر جنرل کے ذمہ ہو۔ اور وہی اس کے اجلاسوں کی دعوت دے۔ یہ کمیٹی رفتار جنگ اور جنگ سے متعلقہ سرگرمیوں سے ہندوستان کی پبلک کو مطلع رکھے۔ ملک معظم کی حکومت چاہتی ہے۔ کہ یہ کمیٹی زیادہ سے زیادہ نمائندہ ہو۔ اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ بڑی بڑی پارٹیاں اپنے اپنے نمائندوں کی فہرستیں تیار کردیں۔ اور پھر ان میں سے میں خود ممبر چن لوں گا۔ میں عنقریب اس سوال پر سیاسی لیڈروں اور والیانِ ریاست کے ساتھ مشورہ کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ یہ انتظام برطانوی ہندوستان اور دیسی ریاستوں کو بھی ایک دوسرے کے قریب کردے گا۔ اور یہ مشاورتی کمیٹی ہندوستان کے مختلف طبقات کے درمیان آئندہ کے لئے مستقل اتحاد کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

آخر میں آپ نے فرمایا۔ میرے اس بیان سے بہت سی غلط فہمیاں دُور ہوجائیں گی۔ بے شک اس میں بعض امور کے متعلق وہ واضح اطمینان نہیں دلایا گیا۔ جس کا ہندوستان کے بعض سیاسی حلقوں میں خیر مقدم کیا جاتا۔ مگر میں کہوں گا۔ کہ یہ وقت ایسا نہیں۔ کہ ہندوستان کے اتحاد کو چکنا چور کیا جائے۔ ہم اس وقت نہایت نازک اور پریشان کُن دَور میں سے گذر رہے ہیں۔ ہماری تہذیب اور تمدن کے لئے سخت خطرات درپیش ہیں۔ اور یہ خطرات ہندوستان کے لئے بھی ہیں۔ اسلئے تمام قوموں اور پارٹیوں سے میں پھر وہی اپیل کرتا ہوں۔ جو آج سے ایک ماہ قبل میں نے مرکزی اسمبلی کو مخاطب کرتے ہوئے کی تھی۔ کہ سب مشترکہ کوششوں میں شامل ہوکر جنگ میں امداد دیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس آڑے وقت میں ہندوستان مشترکہ مقاصد کی حمایت میں متحدہ کوشش سے دریغ نہ کرے گا۔ اس اعلان پر غور کرنے کے لئے کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس اس ماہ کے آخر میں منعقد ہو رہا ہے۔ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۲۲ر اکتوبر کو ہوگا۔ کانگرسی لیڈروں اور اخباروں نے اس کے متعلق انفرادی طور پر نہایت مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ وائسرائے نے اس طرح ایک نہایت ہی اہم اور بے نظیر موقعہ کھودیا ہے۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)